ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

4

www.tanzeem.org

15 تا 21 ربیع الثانی 1437ھ / 26 جنوری تا یکم فروری 2016ء

اس شمارے میں

انجام گلشن کیا ہوگا!

رب العالمین کی رحمۃ للعالمین ﷺ کو ہدایات

نگاہِ خُفّاش

تعلقات نبھانے کی کوشش کیجیے!

ایران سعودی عرب کشیدگی اور پاکستان کا کردار

حفظِ قرآن مجید کی برکات

وفاقی شرعی عدالت کے سود کے حوالہ سے 14 سوال اور ان کے جوابات (7)

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

فہم قرآن اور معرکۂ اسلام و جاہلیت

فہم قرآن کی ساری تدبیروں کے باوجود آدمی قرآن کی روح سے پوری طرح آشنا نہیں ہونے پاتا جب تک کہ عملاً وہ کام نہ کرے جس کے لیے قرآن آیا ہے۔ یہ محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں ہے کہ آپ آرام سے کرسی پر بیٹھ کر اسے پڑھیں اور اس کی ساری باتیں سمجھ جائیں۔ یہ دنیا کے عام تصور مذہب کے مطابق ایک نری مذہبی کتاب بھی نہیں ہے کہ مدرسے اور خانقاہ میں اس کے سارے رموز حل کر لیے جائیں۔ یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے۔ اس نے آتے ہی ایک خاموش طبع اور نیک نہاد انسان کو گوشۂ عزلت سے نکال کر خدا سے پھری ہوئی دنیا کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ باطل کے خلاف اس سے آواز اُٹھوائی اور وقت کے علمبرداران کفر وفسق وضلالت سے اس کو لڑا دیا...... اب بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ سرے سے نزاعِ کفر و دین اور معرکۂ اسلام و جاہلیت کے میدان میں قدم ہی نہ رکھیں اور اس کشمکش کی کسی منزل سے گزرنے کا آپ کو اتفاق ہی نہ ہوا ہو اور پھر محض قرآن کے الفاظ پڑھ پڑھ کر اس کی ساری حقیقتیں آپ کے سامنے بے نقاب ہو جائیں۔ اسے تو پوری طرح آپ اُسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب اسے لے کر اُٹھیں اور دعوت الی اللہ کا کام شروع کریں اور جس طرح یہ کتاب ہدایت دیتی جائے اُس طرح قدم اُٹھاتے چلے جائیں۔ تب وہ سارے تجربات آپ کو پیش آئیں گے جو نزولِ قرآن کے وقت پیش آئے تھے۔ مکے اور حبش اور طائف کی منزلیں بھی آپ دیکھیں گے اور بدر و احد سے لے کر حنین اور تبوک تک کے مراحل بھی آپ کے سامنے آئیں گے۔ ابوجہل اور ابولہب سے بھی آپ کو واسطہ پڑے گا، منافقین اور یہود بھی آپ کو ملیں گے، اور سابقین اولین سے لے کر مؤلفۃ القلوب تک سبھی طرح کے انسانی نمونے آپ دیکھ بھی لیں گے اور برت بھی لیں گے۔

تفہیم القرآن

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

الھدیٰ (690)

روح کی حقیقت

ڈاکٹر اسرار احمد

سُورۃ بَنِی اِسرَاءِیل — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 85 تا 87

وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ ؕ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۸۵﴾
وَلَئِنۡ شِئۡنَا لَنَذۡهَبَنَّ بِالَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ بِهٖ عَلَیۡنَا وَکِیۡلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا
رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ اِنَّ فَضۡلَهٗ کَانَ عَلَیۡکَ کَبِیۡرًا ﴿۸۷﴾

آیت ۸۵ ﴿وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ ؕ﴾ ''اور (اے نبی ﷺ!) یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں روح کے بارے میں۔''

﴿قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۸۵﴾﴾ ''آپ فرما دیجیے کہ روح میرے رب کے امر میں سے ہے اور تمہیں نہیں دیا گیا علم مگر تھوڑا سا۔''

روح کے بارے میں یہ سوال ان تین سوالات میں سے تھا جو ایک مرتبہ مدینہ کے یہودیوں نے قریش مکہ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ بھیجے تھے۔ ان میں سے ایک سوال اصحاب کہف کے بارے میں تھا اور دوسرا ذوالقرنین کے بارے میں۔ ان دونوں سوالات کے تفصیلی جوابات سورۃ الکہف میں دیے گئے ہیں' مگر روح کے متعلق سوال کا انتہائی مختصر جواب اس سورت میں دیا گیا ہے۔

کہ روح کا تعلق عالم امر سے ہے اور عالم امر کا تعلق عالم غیب سے ہے۔ انسان کے علم کا ذریعہ اس کے حواس ہیں اور اپنے ان حواس کے ذریعے وہ صرف عالم خلق کی چیزوں کے بارے میں جان سکتا ہے' عالم غیب (عالم امر) تک اس کا علم رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ چنانچہ عالم غیب کی باتوں کو اسے ویسے ہی ماننا ہوگا جیسے قرآن اور رسولؐ کے ذریعے سے بتائی گئی ہوں۔ اسی کا نام ایمان بالغیب ہے' جس کا ذکر قرآن مجید کے آغاز میں ہی کر دیا گیا ہے: ﴿الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳﴾﴾ (البقرۃ)۔ قبل ازیں سورۃ الاعراف کی آیت 54 اور سورۃ النحل کی آیت 40 کی تشریح کے ضمن میں عالم خلق اور عالم امر کے بارے میں تفصیلی بحث کی جا چکی ہے۔ وہاں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ فرشتوں' انسانی ارواح اور وحی کا تعلق عالم امر سے ہے۔

آیت ۸۶ ﴿وَلَئِنۡ شِئۡنَا لَنَذۡهَبَنَّ بِالَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ بِهٖ عَلَیۡنَا وَکِیۡلًا ﴿۸۶﴾﴾ ''اور (اے نبی ﷺ!) اگر ہم چاہیں تو لے جائیں اس (قرآن) کو جو ہم نے وحی کیا ہے آپ کی طرف' پھر آپ نہ پائیں گے اپنے لیے اس پر ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار۔''

آیت ۸۷ ﴿اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ اِنَّ فَضۡلَهٗ کَانَ عَلَیۡکَ کَبِیۡرًا ﴿۸۷﴾﴾ ''مگر یہ تو رحمت ہے آپؐ کے رب کی طرف سے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اُس کا فضل آپؐ پر بہت بڑا ہے۔''

یہ قرآن کا خاص اسلوب ہے جس کے مطابق بظاہر خطاب تو حضور ﷺ سے ہے مگر اصل میں لوگوں کو یہ باور کرانا مقصود ہے کہ آپؐ کا اصل مقام و مرتبہ کیا ہے۔ اسی مقصد کے لیے آپ ﷺ سے بار بار اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ کا اعلان کرایا گیا کہ اے لوگو! میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں' مجھ پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ یہاں اسی بات کی تاکید کے لیے یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ یہ ہماری عطا اور مہربانی ہے کہ ہم نے بذریعہ وحی آپؐ پر یہ عظیم الشان کلام نازل کیا ہے۔

فرمان نبویؐ

روح کیا ہے؟

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَیۡنَا اَنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ: فِی حَرۡثٍ وَهُوَ مُتَّکِیٌ عَلٰی عَسِیۡبٍ إِذۡ مَرَّ الۡیَهُوۡدُ فَقَالَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ سَلُوۡهُ عَنِ الرُّوۡحِ فَقَالَ مَا رَأۡیُکُمۡ إِلَیۡهِ وَقَالَ بَعۡضُهُمۡ لَا یَسۡتَقۡبِلُکُمۡ بِشَیۡءٍ تَکۡرَهُوۡنَهٗ فَقَالُوۡا سَلُوۡهُ فَسَأَلُوۡهُ عَنِ الرُّوۡحِ فَأَمۡسَکَ النَّبِیُّ ﷺ فَلَمۡ یَرُدَّ عَلَیۡهِمۡ شَیۡئًا فَعَلِمۡتُ أَنَّهٗ یُوۡحٰی إِلَیۡهِ فَقُمۡتُ مَقَامِی فَلَمَّا نَزَلَ الۡوَحۡیُ قَالَ: ﴿وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ أَمۡرِ رَبِّیۡ وَمَا أُوۡتِیۡتُمۡ مِنَ الۡعِلۡمِ إِلَّا قَلِیۡلًا (85)﴾ (متفق علیه)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ کے ہمراہ ایک کھیت پر موجود تھا آپؐ کھجور کے درخت سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ اتنے میں چند یہودی اس طرف گزرے اور کہنے لگے کہ آؤ ان سے روح کے متعلق سوال کریں تو بعض نے کہا کہ کیوں پوچھتے ہو؟ کیا یہ تمہارے موافق جواب دیں گے؟ بعض نے کہا مگر ایسا بھی نہ کہیں گے جو تم کو برا معلوم ہو۔ آخر انہوں نے آپؐ سے پوچھا۔ آپؐ خاموش بیٹھے رہے۔ میں سمجھ گیا کہ وحی نازل ہوگی۔ میں انتظار کرتا رہا۔ جب وحی ختم ہو چکی تو آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ ......الخ) (الاسراء: 85) یعنی ''(اے رسول ﷺ) لوگ آپؐ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دیجئے کہ وہ میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں علم سے تھوڑا ہی (حصہ) دیا گیا ہے۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

انجامِ گلشن کیا ہوگا!

امریکہ کے صدر اوبامہ نے اپنے سٹیٹ آف یونین سے خطاب میں یہ واضح اعلان کیا ہے کہ آنے والے وقت میں پاکستان، افغانستان، مشرق وسطیٰ اور بعض شمالی افریقہ کے ممالک عدم استحکام کا شکار رہیں گے۔ اوبامہ نے اگرچہ یہ سچ بولا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ ممالک عدم استحکام کا شکار آسمان سے نازل ہونے والی مصیبت سے نہیں ہوں گے بلکہ خود امریکہ یہاں عدم استحکام پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔ یہ سب کچھ علم نجوم کی بنیاد پر نہیں کہا گیا بلکہ حقیقت میں اپنی نیت کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہم ان علاقوں میں فساد برپا کریں گے۔ یہ سب مسلمان ممالک ہیں گویا 2001ء میں نائن الیون کا ڈرامارچا کر عالم اسلام کے خلاف جس جنگ کا آغاز کیا گیا تھا وہ زور و شور سے جاری رکھی جائے گی۔ البتہ حالات کا تقاضا کچھ یوں دکھائی دیتا ہے کہ اب کھلم کھلا جنگوں کی بجائے اور کسی اسلامی ملک میں اپنی زمینی افواج اتارنے کی بجائے مختلف جعلی اور مصنوعی تناظم اور جماعتیں بنا کر ان ممالک میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ امریکہ پہلے بھی یہ حکمت عملی اپنائے ہوئے ہے لیکن معلوم ہوتا ہے اب اس پر زیادہ فوکس کیا جائے گا۔ یہ وہ سبق ہے جو اُنہوں نے افغانستان اور عراق میں زبردست جانی اور مالی نقصان اٹھا کر سیکھا ہے۔ شام اور لیبیا میں بڑی کامیابی سے اس نئی حکمت عملی کو اپنایا گیا اور نتائج اسلام دشمن قوتوں کے نقطہ نظر سے بڑے حوصلہ افزا اور خوشگوار رہے اور اہداف طے شدہ منصوبے کے مطابق حاصل ہو رہے ہیں یہی عمل پاکستان اور مشرق وسطیٰ میں دہرایا جائے گا، جس کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

امریکہ کا دونوں یعنی پاکستان اور عرب ممالک سے دوستی اور حلیف ہونے کا دعویٰ ہے یا یوں کہہ لیں کہ مسلمان حکمرانوں کو دوستی کے نام پر اپنے شکنجہ میں کسا ہوا ہے اور بدقسمتی سے ہمارے یہ حکمران اُسے دشمن جان کر بھی اُس کی دوستی کا دم بھرنے پر مجبور ہیں۔ دونوں کے سروں پر ایک ایک دشمن مسلط کیا ہوا ہے یعنی بھارت اور اسرائیل اور ان دونوں کا پُشتی بان خود ہے۔ اُنہیں ہر قسم کی مدد فراہم کرتا ہے، خصوصاً اُن کی افواج کو جدید ترین جنگی ساز و سامان اور ٹیکنالوجی فراہم کرتا ہے اور جب پاکستان یا مشرقِ وسطیٰ کے یہ مسلمان ممالک اُس کے کسی حکم کو ماننے سے گریز کرتے ہیں تو اُنہیں اِن ہی دونوں دشمنوں یعنی بھارت اور اسرائیل کا ڈراوا دے کر مسلمان حکمرانوں کو بلیک میل کرتا ہے اور اُنہیں مجبور کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے مفاد خلاف امریکی ایجنڈے کی تکمیل میں اُس کی مدد کریں۔

امریکہ مسلمان ممالک میں حکومت مخالف دھڑوں سے بھی اپنے تعلقات قائم کرتا ہے اور ضرورت پڑنے پر ان تعلقات کو استعمال کر کے اپنا الو سیدھا کرتا ہے۔ بدقسمتی سے عالم اسلام میں سیاسی عناصر چاہے وہ حکومت میں ہوں یا حکومت مخالف ہوں، اُنہیں اقتدار و اختیار اور شاہانہ زندگی گزارنے کی ایسی لت پڑ گئی ہے کہ وہ اس لالچ میں اپنی امت، اپنے ملک کے مفاد کے خلاف اپنے غیر ملکی آقاؤں کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ یہ عناصر کرسی کے لالچ میں خود ذلیل و خوار ہوتے ہیں اور عوام پر بھی بے دریغ ظلم و ستم ڈھاتے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اگرچہ بارک اوبامہ نے پاکستان کے علاوہ اور اسلامی ممالک کا نام بھی لیا ہے لیکن امریکہ کا زیادہ فوکس پاکستان پر ہوگا۔ اس لیے کہ اسرائیل اور امریکہ کو کوئی اسلامی ملک دفاعی لحاظ سے مضبوط اور طاقتور قبول نہیں ہے۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

15 تا 21 ربیع الثانی 1437ھ — جلد 25
26 جنوری تا یکم فروری 2016ء — شمارہ 04

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، **طابع:** رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

مصر ایک مضبوط فوج رکھتا تھا اُسے فوج ہی کے ہاتھوں تباہی کے راستے پر ڈال دیا گیا ہے ایسی فوجی حکومت وہاں مسلط کر دی گئی ہے جو فلسطینیوں سے دشمنی اور یہودی اسرائیل سے دوستی قائم کر رہی ہے۔ اُس کے بعد عراق کا نمبر تھا اُسے WMD کی آڑ میں تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔ پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ پاکستان کی فوج مصر اور عراق دونوں سے زیادہ پروفیشنل ہے اور بہتر جنگی ساز وسامان رکھتی ہے لہٰذا ایک عرصہ سے اُس پر بھی کام ہو رہا ہے۔ گزشتہ اڑسٹھ سال میں جتنے مارشل لاء لگے ہیں وہ سب فوجی اور دفاعی قوت میں ضعف کا باعث بنے اور کہا جاسکتا ہے کہ امریکہ کے ایما پر لگائے گئے تھے۔ پاکستان اضافی مصیبت اس لیے بھی ہے کہ وہ ایٹمی قوت ہے۔ ایک اسلامی ملک ایٹمی قوت کا حامل ہو یہ ہرگز ہرگز برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا پاکستان کے خلاف حکمت عملی کچھ یوں ترتیب دی گئی معلوم ہوتی ہے کہ پہلے نریندر مودی کو امن کا پیام بر بنا کر پاکستان بھیجا گیا۔ وہ منہ سے رام رام جپتا ہوا اور امن کے پھول جھڑتا ہوا وزیر اعظم نواز شریف کی نواسی کی رسم حنا میں شریک ہوا اور نواز شریف کی سالگرہ کا کیک کاٹا اور امن کی طرف زبردست مارچ کرتے ہوئے دونوں ممالک کے سیکرٹری خارجہ کے مذاکرات کی تاریخ طے کر دی گئی۔ لیکن چند دنوں بعد ہی پٹھانکوٹ پر حملے کا ڈرامار چا لیا۔ ثابت یہ ہوا، اور دنیا کو یہ بتایا گیا کہ ہم تو ہر مرتبہ امن کی خواہش کرتے ہوئے قدم بڑھاتے ہیں، لیکن پاکستان ایک دہشت گرد ریاست ہے۔ وہ ہماری امن کی خواہش کا جواب دہشت گردی سے دیتی ہے۔ لہٰذا اب دہشت گردی کا مقابلہ دہشت گردی سے ہی کیا جائے گا۔

پاکستان میں فساد برپا کرنے کے لیے امریکہ نے بھارت کے ساتھ مل کر جو منصوبہ بندی کی ہے اُس کا ہلکا سا اشارہ اگر اوبامہ نے اپنی اس تقریر میں دیا تھا تو بھارت کے وزیر دفاع منوہر پاریکر نے بات کچھ کھل کر کر دی۔ فرماتے ہیں ہمیں پٹھانکوٹ میں درد دیا گیا ہے لیکن ہم اپنے دشمن کو اُس سے بڑھ کر درد دیں گے۔ جگہ اور وقت کا فیصلہ بھی ہم ہی کریں گے۔ البتہ وہ یعنی بھارت ایک سال میں مکمل جواب دے دے گا۔ گویا اوبامہ اور منوہر نے 2016ء میں ایک جیسی پیش گوئی کی ہے۔ ہم اس بات پر پختہ ایمان رکھتے ہیں کہ کل کیا ہوگا؟ امریکہ ہو یا بھارت یا پوری کائنات کی قوتیں ہوں اُس کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتیں یہ صرف اور صرف اللہ جانتا ہے لیکن اللہ یہ بھی تو فرماتا ہے کہ اے مسلمانو تمہیں باطل کو کچلنے کے لیے کیسی جسمانی اور روحانی محنت کرنا ہوگی، مگر ہمارا معاملہ یہ ہے کہ نہ ہی ہم اللہ سے لو لگائیں، نہ قرآن کو اپنا امام بنا کر اپنی جنگی استعداد میں اضافہ کریں، نہ شریعت محمدیؐ کو نافذ کریں۔ نہ اتباع رسولؐ میں ہماری کوئی دلچسپی ہو، گویا نہ دین ہو، نہ دنیا اور پھر ہم یہ چاہیں کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد کرے اور اُن کے عزائم خاک میں ملا دے۔ اُنہیں نیست و نابود کر دے۔ ایسی صورت میں ہم سے بڑا احمق کون ہوگا اور ہم سے بڑھ کر خدا ناشناس کون ہوگا؟

آئیے تاریخ پر نگاہ ڈالیں، ہمارے اسلاف نے اسلام کو کیسے غالب کیا تھا؟ روما اور ایران جیسی سپر قوتیں ان کے پاؤں کی ٹھوکر سے کیسے ریزہ ریزہ ہوئی تھیں۔ اس لیے کہ وہ رات کے راہب تھے اور دن کے شاہ سوار تھے کوئی مانے یا نہ مانے ہر مسلمان کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ کھنکھناتی مٹی اور امر ربی یعنی روح کا مرکب ہے۔ لہٰذا اپنے اور اللہ کے دشمنوں کو جسمانی اور روحانی قوت کے اشتراک سے شکست دینا ہوگی۔ نہ خانقاہ میں بیٹھ کر محض ''اللہ ھُو'' کی ضرب لگانے سے دشمن زیر ہوگا اور نہ اللہ اور رسول سے لاتعلق ہو کر ایٹمی قوت ہمارا دفاع کر سکے گی۔ بلکہ یہ ایٹمی صلاحیت ہمارے لیے وبال جان بن جائے گی۔ ہمیں اعتدال قائم کرنا ہوگا یعنی جنگ میدان میں لڑیں گے لیکن دورانِ جنگ بھی نماز قضا نہیں ہوگی۔ دشمن کے خلاف ذہنی، جسمانی اور اسلحہ کی قوت کا بھرپور استعمال کریں گے، لیکن بھروسا صرف اور صرف اللہ پر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے: ''بے شک اللہ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کے راستے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر لڑتے ہیں۔'' یہ جنگ افراد، گروہ یا کسی جماعت کے حکم سے نہیں ہوگی بلکہ اسلامی ریاست کے حکم پر اور اسی کی قیادت میں ہوگی۔ تب یہ کہلائے گا جہاد فی سبیل اللہ، وگرنہ فساد ہوگا اور یہ فساد ہے جو اسلام دشمن قوتیں پاکستان میں پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ جس کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے اور جس کے لیے اوبامہ اور پاریکر کے منہ سے ایک جیسی باتیں نکل رہی ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے حکمران اس طرف قطعی طور پر کوئی توجہ نہیں دے رہے۔

کس قدر افسوس اور تشویش کی بات ہے کہ میاں نواز شریف جنہوں نے تحریک نظام مصطفیٰؐ کے نتیجہ میں برسر اقتدار آنے والے جرنیل ضیاء الحق کی سرپرستی میں میدانِ سیاست میں قدم رکھا۔ پھر اسلامی جماعتوں سے مل کر اسلامی جمہوری اتحاد بنایا۔ موصوف اب تک تین مرتبہ وزیر اعظم بن چکے ہیں۔ اپنے پہلے دورِ حکومت میں وہ اپنے مرشد ضیاء الحق کی پیروی کرتے ہوئے اسلام کی مالا جپتے رہے۔ دوسرے دورِ حکومت میں اس حوالہ سے کمی آ گئی خود کو ضیاء الحق کے بیٹے اعجاز الحق سے فاصلے پر کر لیا۔ البتہ جب مشرف کے ہاتھوں چوٹ کھا کر اور تخت و تاج سے دستبردار ہو کر جلاوطنی قبول کی تو بہت سے ایسے گواہ زندہ اور موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ میاں صاحب نے خانہ خدا میں اور مسجد نبوی میں اس ارادے کا اظہار کیا تھا کہ اگر اب اُنہیں اللہ نے موقع دیا تو وہ پاکستان میں اسلامی نظام رائج کریں گے۔ قوم کو سودی نظام سے نجات دلائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ تیسری مرتبہ وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھالتے ہی انہوں نے یہ پکار پکار کر کہنا شروع کر دیا تھا کہ عوام نے مجھے بھارت سے دوستی کا مینڈیٹ دیا ہے۔ پھر بات یہاں تک بڑھی کہ چند ہفتے پہلے فرمایا کہ پاکستان کا مستقبل جمہوریت اور لبرل ازم سے وابستہ ہے۔ ان کے بہت سے ہمدردوں نے اس بیان کی تاویلات کیں امید تھی کہ وہ یا ان کا کوئی ترجمان یہ کہے گا کہ لبرل ازم سے ان کی مراد وہ نہ تھی جو عام طور پر لوگ سمجھے ہیں۔ لیکن نہ صرف یہ کہ ان کی طرف سے کوئی وضاحتی بیان جاری نہ ہوا بلکہ چند روز پہلے ارشاد فرمایا کہ ہم پاکستان کو جمہوری اور پروگریسو پاکستان بنانا چاہتے ہیں۔ یاد رہے پروگریسو اور ترقی پسند کی اصطلاح اشتراکی اپنے لیے استعمال کرتے تھے اور مذہبی رجحان رکھنے والے لوگوں کو رجعت پسند کہتے تھے۔ یہ اصطلاح مذہب بیزاری بلکہ مذہب دشمنی کا تاثر دیتی ہے۔ اگر ہمارے حکمران اپنے نظریات میں تبدیلی ذاتی اقتدار کے پس منظر میں اور اسے مستحکم کرنے کے لیے کرتے رہے تو انجام گلشن کیا ہوگا خام کم بدہن۔ ....

☆☆☆

نبوت کے ابتدائی دنوں میں

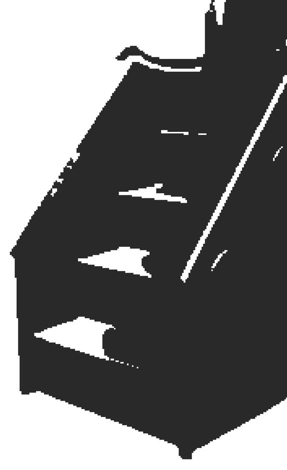

رب العالمین کی رحمۃ للعالمین ﷺ کو ہدایات

(سورۃ المزمل کے پہلے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 8 جنوری 2016ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۃ الجن کے بعد ترتیب مصحف میں سورۃ المزمل کا نمبر ہے۔ اس سورت میں براہ راست خطاب محمد رسول اللہ ﷺ سے ہے اور اس خطاب کا انداز بڑا اپنائیت والا اور محبت آمیز ہے۔ اس سورت کی ابتدائی آیات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مکی دور کے بالکل شروع کے حصے میں نازل ہوئی ہیں' جبکہ اس کے دوسرے رکوع کے بارے میں بڑی قوی اور مضبوط رائے یہ ہے کہ وہ مدنی دور میں نازل ہوا ہے۔ گویا اس سورت کا پہلا رکوع مکی ہے اور دوسرا رکوع مدنی ہے۔ اب سورۃ المزمل کا مطالعہ شروع کرتے ہیں۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ①﴾

''اے کمبل میں لپٹ کر لیٹنے والے (ﷺ)!''

یہاں براہ راست محمد رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے اور اس خطاب میں بڑی بے تکلفی بھی ہے اور بڑی اپنائیت بھی...... یہ آیات کس موقع پر نازل ہوئیں اس کے بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ ان آیات میں پہلی وحی کے بعد پیدا ہونے والی کیفیت کا تذکرہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی پیدائشی طور پر نبی اور معصوم عن الخطاء ہوتا ہے' لیکن باضابطہ نبوت کا آغاز عام طور پر چالیس سال کی عمر میں ہوتا ہے جسے قرآن پختگی کی عمر قرار دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر بھی پہلی وحی 40 برس کی عمر میں نازل ہوئی تھی۔ جب آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو یہ ان کے لیے بڑا عجیب اور منفرد تجربہ تھا۔ چونکہ آپؐ بہت حساس طبیعت اور نرم دل کے مالک تھے تو اس کی وجہ سے گھبراہٹ بھی ہوئی اور تجسس بھی کہ معلوم نہیں میرے ساتھ کیا ہونے چلا ہے۔ چنانچہ آپؐ گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ سے کہا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو' تو زیر مطالعہ آیت میں اس کیفیت کا تذکرہ ہے۔

زیر مطالعہ آیات کے بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ ان آیات کا نزول دو سال کے بعد ہوا۔ آنحضور ﷺ نے جب اپنی دعوت شروع کی تو ایک دن تمام سرداران قریش اکٹھے ہو گئے کہ اس کا ہم کیا کریں؟ یہ تو ہمارے پورے نظام اور آبائی دین سے اعلانِ بغاوت کر رہا ہے' ان سب کو غلط کہہ رہا ہے۔ دوسری طرف ہر شخص کا دل گواہی دے رہا تھا کہ یہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے اور آپؐ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ لیکن انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ اگر عوام کے سامنے اس بات کو تسلیم

مرتب: حافظ محمد زاہد

کیا تو ہماری ساری چودھراہٹ ختم ہو جائے گی۔ لہٰذا تمام سردار مل بیٹھے کہ ہم اس کو کیا عنوان دیں۔ معاذ اللہ! اس کو شاعر کہیں' کاہن قرار دیں کہ یہ بھی کاہن کی طرح مستقبل کی پیشین گوئیاں کر رہا ہے' جادوگر کہیں' مجنون کہیں' وغیرہ۔ آنحضور ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپؐ کو پتا چل گیا کہ یہ ایک بہت بڑی سازش تیار کی جا رہی ہے تاکہ عوام کو روک دیا جائے کہ وہ ہماری بات نہ سنیں۔ اس موقع پر بھی آپؐ گھبرا سے گئے اور پریشانی کے عالم میں آپؐ چادر کو خوب لپیٹ کر گویا بقیہ دنیا سے گم ہو کر لیٹ گئے۔ لہٰذا یہ وہ کیفیت ہے جس کا یہاں اظہار ہو رہا ہے اور اس میں آپؐ سے جو خطاب کیا گیا ہے اس میں بہت ہی اپنائیت کا انداز ہے کہ اے کپڑے میں لپٹنے والے۔

اگلی آیات میں رب العالمین کی طرف سے رحمۃ للعالمین ﷺ کو کچھ ہدایات دی جا رہی ہیں' فرمایا:

﴿قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ② نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ③ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ④﴾

''آپ کھڑے رہا کریں رات کو (نماز میں) سوائے اس کے تھوڑے سے حصے کے۔ (یعنی) اس کا آدھا یا اس سے تھوڑا کم کر لیجیے۔ یا اس پر تھوڑا بڑھا لیں اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے جائیے۔''

اعلانِ نبوت کے بعد ظاہری بات ہے کہ شدید مخالفت ہو گی، باتیں سننی پڑیں گی، برا بھلا کہا جائے گا' آپؐ پر قافیہ حیات تنگ کر دیا جائے گا تو اس صورت حال کی تیاری کے لیے قیام اللیل کو آنحضور ﷺ کے لیے فرض قرار دیا گیا۔

﴿اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ⑤﴾

''ہم عنقریب آپؐ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں۔''

اس آیت کی دو انداز سے تشریح کی گئی ہے' ایک یہ ہے کہ قرآن مجید ابھی مزید نازل ہوگا اور آپؐ کی ذمہ داریاں بھی بڑھیں گی، اور پھر مزید مخالفتیں بھی ہوں گی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وحی نازل ہوتی تھی تو شدید سردی میں بھی آپؐ کی پیشانی پسینے سے تر ہو جاتی تھی۔ اگر آپؐ اونٹ پر سوار ہوتے تو وہ بھی اس بوجھ کو محسوس کرتا اور کانپنے لگتا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پاس بیٹھے ہوتے تو انہیں آپؐ کی کیفیت دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ اس وقت وحی کا نزول ہو رہا ہے۔ تو اس آیت کا ایک مطلب یہ لیا گیا کہ وحی کا سلسلہ ابھی بہت چلے گا' بڑی بھاری باتیں بھی آئیں گی اور اس کا بوجھ آپ ﷺ کو مسلسل برداشت کرنا پڑے گا۔

دوسری رائے یہ ہے کہ اس آیت میں اصل میں اس بڑی ذمہ داری کا بیان ہے جس کا تذکرہ اگلی سورت میں ہے کہ کل اختیار کا مالک اللہ ہے اور وہ سب سے بڑا ہے چنانچہ اس کی کبریائی کا اعلان کرو اور عملاً ثابت کرو کہ اس زمین پر رب ہی کی حکمرانی ہو گی' اس کو سب سے بڑا تسلیم کیا جائے گا۔ اُس دور میں یہ بہت بڑی ذمہ داری تھی اور اسے قرآن نے ''قولِ ثقیل'' قرار دیا ہے۔

اُس وقت مکہ کے اکثر لوگ بڑے خوشحال تھے اور ان کا پیشہ تجارت تھا۔ ان کے پاس بیت اللہ کے اندر 360 بت رکھے ہوئے تھے تو ان بتوں کی وجہ سے ان کے قافلوں پر کوئی حملہ نہیں کرتا تھا۔ وہ تجارت کا سامان لے کر گرمیوں میں شام اور سردیوں میں یمن کی طرف جاتے تھے اور پھر یمن کے ساحل سے جہازوں کے ذریعے وہ مال تجارت فار ایسٹ تک جاتا تھا۔ اس پورے تجارتی شاہراہ کے اوپر ان کی اجارہ داری تھی اور کوئی ان کے قافلوں پر ہاتھ نہیں ڈالتا تھا اور انہیں اپنی اس تہذیب کے اوپر بڑا فخر تھا' جبکہ آنحضور ﷺ ان کی پوری تہذیب کی نفی کر رہے ہیں' ان کے مذہبی تصورات کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں تو یہ اس معاشرے کے خلاف ایک بہت بڑا اعلانِ جنگ تھا۔ اور اس کے نتیجے میں جو ردِعمل ہونا تھا' اُس کا بھی حضور ﷺ کو اندازہ تھا۔ چنانچہ یہ ایک بڑی بھاری ذمہ داری ہے جو آپ ؐ پر ڈالی جا رہی ہے اور اس ذمہ داری کے حوالے سے قیام اللیل کو آپ پر فرض قرار دیا گیا' اس لیے کہ اس سے آپ کو اندرونی مضبوطی اور روحانی قوت حاصل ہو گی جس کی بدولت آپ ؐ ان مخالفتوں کو برداشت کر سکیں گے۔

﴿اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ⑥﴾

''یقیناً رات کا جاگنا بہت مؤثر ہے نفس کو زیر کرنے کے لیے اور بات کو زیادہ درست رکھنے والا ہے۔''

انسان کی سب سے پہلی مخالفت اس کے اپنے نفس کی طرف سے ہوتی ہے جو گناہوں کی طرف لے کر جاتا ہے اور انسان کو آمادہ کرتا ہے کہ حدود کو پھلانگے۔

ہم مسلمان ہیں لیکن آج ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم اللہ کو بھی مانتے ہیں' رسول کو بھی مانتے ہیں' اور دین کے احکامات کا بھی ہمیں پتا ہے' مگر۔

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی!

یہ ہے سب سے بڑا مسئلہ!! آج گناہ اتنے عام کیوں ہو چکے ہیں؟ آج ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی اتنی عام کیوں ہے؟ کرپشن اتنی عام کیوں ہے؟ کیا مسلمان کو نہیں پتا کہ بددیانتی دینی اعتبار سے بہت بڑا جرم ہے۔ کیا اسلام ان ساری چیزوں کی اجازت دیتا ہے جو آج مسلمان کر رہے ہیں؟ اسلامی تعلیمات اور احکامات سب کو معلوم ہیں' لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے نہیں' نفس کے غلام بن چکے ہیں۔ اسی لیے قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے کہ انسان نے خواہشِ نفس کو ہی معبود بنا رکھا ہے اور اللہ کے مقام پر نفس کو بٹھا دیا ہے۔ اب اس نفس کو لگام دینے میں سب سے مضبوط اور مؤثر شے قیام اللیل ہے۔

﴿اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ⑦﴾

''یقیناً دن کے اوقات میں تو آپ ؐ کے لیے بڑی مصروفیات ہیں۔''

رسالت کی جو ذمہ داری آپ ؐ پر ڈال دی گئی ہے اور اللہ کی طرف سے جو پیغام آپ تک پہنچا ہے اسے تو آپ ﷺ نے بہر صورت سنانا ہے' ہر ایک تک پہنچانا ہے' لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرنی ہے۔ لہٰذا دن کے وقت تو یہ مشقت آپ نے کرنی ہے' لیکن اس کے ساتھ ہی قیام اللیل بھی آپ پر لازم ہے۔

بعض مفسرین نے ''سَبْحًا طَوِيْلًا'' سے مراد یہ لیا ہے کہ دن کے وقت بھی آپ ؐ کو تسبیح وتحمید کرتے رہنا ہے۔ چنانچہ سیرت اور احادیث کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ دن میں بھی ہر کام کرتے وقت کوئی نہ کوئی دعا آپ ؐ کی زبان پر ہوتی تھی۔ صبح اُٹھ رہے ہیں تو اس کے لیے ایک مسنون دعا موجود

پریس ریلیز 20 جنوری 2016ء

باچا خان یونیورسٹی میں انسان نما درندوں نے ایک بار پھر انسانیت کی قبا چاک کر دی

ہم ہر نوع کی دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ دہشت گردوں اور ان کے پشتی بانوں کو قرار واقعی سزا دی جائے

حافظ عاکف سعید

باچا خان یونیورسٹی میں انسان نما درندوں نے ایک بار پھر انسانیت کی قبا چاک کر دی۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہر نوع کی دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ دہشت گردوں اور ان کے پشتی بانوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ تحقیقی ادارے بھارت کے وزیر مملکت برائے دفاع کے اس بیان کے پس منظر میں تحقیق کریں جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم پاکستان کو پٹھان کوٹ سے بڑھ کر درد دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کی خفیہ ایجنسی ''را'' پاکستان میں باقاعدہ ایک نیٹ ورک قائم کر چکی ہے جس کی نشاندہی ہمارے خفیہ اداروں نے کی ہے۔ بھارت پاکستان میں مختلف مقامات پر دہشت گرد کارروائیاں کر رہا ہے۔ بلوچستان میں بھی ہماری فورسز پر حملے باقاعدہ جاری ہیں۔ پاکستان کو یہ معاملہ بھارت سے زوردار انداز میں اٹھانا چاہیے انہوں نے کہا کہ ہمیں اقوام متحدہ میں بھی ان ثبوتوں کا تعاقب کرنا چاہیے جو ہم نے را کی پاکستان میں کارروائیوں کے حوالے سے اسے دیئے ہیں۔ انہوں نے دعا کی اللہ پاکستان کو تمام فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

ہے۔اس کے بعد بیت الخلاء جا رہے ہیں یا وہاں سے نکلتے ہیں تو اس کے لیے دعا موجود ہے۔گویا ہر کام کرتے ہوئے صبح سے شام تک ذکر و اذکار کا سلسلہ ہے جو مصروفیت کے ساتھ ساتھ چلے گا۔اپنا کام بھی ہو رہا ہے اور ساتھ ساتھ ذکر و اذکار بھی ہو رہے ہیں۔انسان ان مسنون دعاؤں کو اپنا معمول بنا سکتا ہے اور اس میں کوئی مشکل نہیں ہے۔مقصود یہ ہے کہ انسان کی زبان ذکر الٰہی سے ہر وقت تر رہنی چاہیے۔

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ⑧﴾

''اور آپ اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کریں اور ہر طرف سے کٹ کر بس اُسی کے ہو رہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے 99 صفاتی نام ہیں اور ان کے اندر اللہ تعالیٰ کی کسی نہ کسی صفت کا اظہار ہو رہا ہے۔ویسے تو اللہ کا تعارف اور اس کی ذات کا مکمل ادراک ہمارا ذہن کر ہی نہیں سکتا، لیکن ان صفاتی ناموں کے ذریعے اس رب کی عظمت کا کچھ نہ کچھ ادراک ہمیں حاصل ہوتا ہے کہ وہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے، بکل شیءٍ علیم ہے، وغیرہم۔

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں ''حنیف'' کا لفظ آتا ہے کہ وہ سب سے کٹ کر ایک اللہ کے ہو گئے تھے۔چنانچہ زیر مطالعہ آیت میں رسول اللہ ﷺ کو بھی اسی کی تعلیم دی جا رہی ہے۔اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اگلی آیت میں فرمایا:

﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ⑨﴾

''وہ رب ہے مشرق کا بھی اور مغرب کا بھی اس کے سوا کوئی معبود نہیں، بس آپ اسی کو بنا لیجیے اپنا کارساز۔''

اس کائنات میں کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے اس لیے کہ کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔آدمی اس کے سامنے جھکتا ہے جو صاحب اختیار ہو۔ہمارے معاملات جس کے ہاتھ میں ہوں ہم اسی کے سامنے جھکیں گے۔چنانچہ ہم کسی کے آگے کیوں جھکیں اس لیے کہ کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے اور اگر کسی کے پاس کوئی اختیار ہے بھی تو وہ اللہ کا عطا کردہ ہے اور وہ جب چاہے سلب کر لے۔یہی مطلب ہے: لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا کہ کوئی قوت اور کوئی طاقت ہے ہی نہیں سوائے اس ایک طاقت کے۔وہی ہے جو آپ کی تمام حاجات کو پورا کرنے والا اور آپ کو مشکلات سے بچانے والا ہے، لہٰذا زیر مطالعہ آیت میں رسول اللہ ﷺ سے فرمایا گیا کہ کسی سے کوئی توقعات وابستہ نہ کیجیے اور اپنی تمام توقعات کا مرکز و محور ایک ہی ذات کو بنائیے۔

﴿وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ⑩﴾

''اور جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں اس پر صبر کیجیے اور ان کو چھوڑ دیجیے بڑی خوبصورتی سے کنارہ کشی کرتے ہوئے۔''

ظاہراً تو یہ حضور ﷺ سے خطاب ہے، لیکن اصل میں یہ پیغام تمام مسلمانوں کے لیے بھی ہے کہ جب تم صراط مستقیم پر چلنا شروع کرو گے یا لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤ گے تو بہت سخت سخت باتیں سننی ہوں گی اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں گی تو ان پر صبر کرنا لازم ہے۔

آپ ﷺ کو شروع میں حیرانی بھی ہوتی تھی کہ ابھی کل تک مجھے الصادق اور الامین کا خطاب دیا گیا تھا، سر آنکھوں پر بٹھایا جاتا تھا اور آج میں نے ایسا کیا جرم کیا ہے کہ ساری قوم میری دشمن ہو گئی ہے۔لوگ طرح طرح کے الزامات لگانے شروع ہو گئے تھے۔نعوذ باللہ، کوئی ساحر کہہ رہا ہے، کوئی پاگل، مجنون اور دیوانے کے نعرے لگا رہا ہے۔الغرض بہت سی ایسی باتیں کی گئیں کہ جنہیں زبان پر لاتے ہوئے بھی انسان ڈرتا ہے۔چنانچہ زیر مطالعہ آیت میں آپؐ کو ہدایت دی گئی کہ آپؐ ان باتوں پر صبر کیجیے، برداشت کیجیے، کہنے دیجیے جو یہ کہتے ہیں۔

دیکھیے، ایک طرف ان کے ساتھ قطع تعلقی بھی ہے کہ آپ ان کے کسی ایسے کام میں شریک نہیں ہیں جن کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارے قومی کام ہیں اور یہ تو ہمارا مذہبی طریقہ ہے۔ان سے کٹنا بھی ہے لیکن کٹنا بھی خوبصورتی کے ساتھ ہے کہ ان کی ان ساری باتوں کو غلط بھی کہنا ہے لیکن پھر محبت سے ان کو دعوت بھی دینی ہے۔زندگی کے آخری سانس تک انہیں دعوت دینی ہے۔لہٰذا بائیکاٹ ایسا نہ ہو کہ پھر راستے بند ہو جائیں اور پھر کوئی آپ کی بات سننے کے لیے تیار نہ ہو۔ویسے بھی آپؐ تو رحمۃ للعالمین ﷺ ہیں اور آپؐ کو اپنی قوم سے بہت محبت بھی تھی۔یہی وجہ تھی کہ آپؐ کی دلی تمنا تھی کہ کوئی ایک شخص بھی جہنم میں نہ جائے۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے مشرکین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسے ہے کہ تم ایسے راستے پر چلے جا رہے ہو جو تباہی اور بربادی والا ہے اور تم چلتے چلتے آگ کے الاؤ میں گرنا چاہتے ہو، جبکہ میں تمہارے کپڑے پکڑ پکڑ کر، تمہاری منتیں کر کر کے تمہیں روکنے کی کوشش کرتا ہوں اس جہنم سے، اس آگ کی کھائی سے جو آگے تمہاری منتظر ہے۔

﴿وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ⑪﴾

''آپ مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو چھوڑ دیں، جو بڑی نعمتوں سے نوازے گئے ہیں اور ابھی آپ انہیں تھوڑی سی مہلت دیں۔''

میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ اہل مکہ اپنی کامیاب اور محفوظ تجارت کے بل بوتے پر بڑے مالدار تھے اور مزید یہ کہ مکہ والے اپنے آپ کو نسلی اعتبار سے بھی بہت اعلیٰ سمجھتے تھے۔تو زیر مطالعہ آیت میں فرمایا کہ یہ جو نعمتوں میں پلے بڑھے ہیں، یہ اس قابل ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابھی ان کو سخت ترین سزا دے اس کے سبب جو کچھ یہ زبان سے آپؐ کے خلاف بک رہے ہیں، لیکن آپؐ ان کو تھوڑی سی مہلت دیجیے اور ابھی آپؐ ان کو دعوت دیتے رہیے۔باقی یہ جانے اور میں جانو۔دیکھئے، کیا عمدہ انداز ہے کہ آپؐ مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو چھوڑ دیں یعنی آپؐ بے فکر ہو جائیے، میں ان سے خود نمٹوں گا۔آپؐ یہ نہ سمجھئے کہ یہ چھوٹ جائیں گے اور ان کے جرائم معاف کر دیے جائیں گے، بلکہ وقت آنے پر ان کی سخت پکڑ ہوگی اور یہ بچ نہیں سکیں گے۔

﴿إِنَّ لَدَيْنَآ أَنْكَالًا وَّجَحِيمًا ⑫ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا أَلِيمًا ⑬ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ⑭﴾

''ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی آگ ہے۔اور وہ کھانا جو حلق میں اٹک جائے گا اور دردناک عذاب ہے۔جس دن کہ زمین اور پہاڑ لرزنے لگیں گے اور پہاڑ ریت کے بکھرتے تودے بن جائیں گے۔''

اہل جہنم کو جو کھانے اور پینے کی چیزیں ملیں گی، ان میں سے بعض کا ذکر قرآن میں آیا جن کو پڑھ کر ہی باضمیر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ان آیات کی تشریح آئندہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رات کو قرآن کے ساتھ جاگنے اور قرآنی آیات سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یا رب العالمین!

نگاہِ خفاش

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اپریل 2009ء کا وہ دن جب ٹیلی ویژن چینلز پر اچانک 8 درجے کا زلزلہ برپا ہوگیا۔ اینکرز کے کف آلود دہانوں سے اُبلتا پھوٹتا غیظ وغضب! سارے اسلام پسند تھرا اٹھے۔ طالبان نے ایک لڑکی پر شرعی حد جاری کر دی۔ ویڈیو سامنے آگئی۔ بریکنگ نیوز نے چھت پھاڑ سماں پیدا کر رکھا تھا۔ علماء حضرات، اہلِ دین لائن حاضر کر دیئے گئے۔ ٹیلی ویژن پر شریعت، اسلام کے حوالے سے چاند ماری کا جو بے خوف، بے باک سماں تھا وہ آج بھی دل ودماغ پر نقش ہے۔ ٹھنڈا پانی پیا۔ سورۃ النور کے احکام اور طریق کار تازہ کیا۔ اب جو ویڈیو سوات کو سر کی آنکھوں سے، ہوش وحواس جگہ پر لا کر دیکھا تو بے شمار شرعی، واقعاتی خامیاں سامنے آئیں۔ خود طالبان نے اسی وقت تردید کر دی کہ یہ اسلام کو بدنام کرنے کے لیے مغرب نواز این جی اوز میں سے کسی کی کارستانی ہے۔ مگر میڈیا جس طرح وقتاً فوقتاً کتا تمہارا کان لے گیا کہہ کر قوم کو دوڑنے پر لگا دیتا ہے، سب دوڑ پڑے۔ بہت دن بعد یاد آتا ہے کہ بلا وجہ ہانپے۔ کان چیک تو کر لیتے جو ہیں موجود تھا۔ ایسا بارہا ہوا لیکن ہم نے دوڑنا، ہانپنا نہ چھوڑا۔ اب دیکھیے کہ اس واقعے پر جسٹس افتخار چوہدری نے جو سوموٹو نوٹس لیا تھا تو 7 سال بعد اس کا جواب بالآخر آ ہی گیا۔ (15 دن کی مہلت دی گئی تھی!) اگرچہ راز تو جلد ہی کھل گیا تھا مگر اب سرکاری وکیل کے اقرار سے مہرِ صداقت ثبت ہوگئی کہ حقیقت کیا تھی۔ یہ عجب بات ہے کہ انگریزی اخبارات نے اس خبر کا بلیک آؤٹ کیا ہے! اسلام کو بدنام کرنے، نفرت پھیلانے، شریعت کا خوف، ہوّا کھڑا کرنے اور امریکہ کی ایما پر سوات آپریشن کرنے کے لیے ایک این جی او نے یہ ویڈیو ڈراما بنایا تھا 5 لاکھ کی لاگت سے۔ بڑے نامور جغادری اینکروں اور چینلوں نے بہت جلد حقیقت کھل جانے کے باوجود معذرت، معافی تلافی کی ضرورت محسوس نہ کی۔ عوام کالانعام جو ٹھہرے۔ ریوڑوں سے کیسی معذرت جنہیں وہ صوتی برقی لہروں پر نچاتے ہیں۔ کالم نگاروں نے بھی اہل اسلام اور اسلام کے جی بھر کے لتے لیے تھے۔ بات صرف دماغوں میں جھوٹ کا زہر بھرنے تک تو نہ تھی۔ اسی ویڈیو کے نتیجے میں حکومت طالبان امن معاہدہ ٹوٹ گیا۔ سوات آپریشن کے نتیجے میں لاکھوں افراد بے گھر ہوئے۔ کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔ ویڈیو کے نتیجے میں ملک بھر میں نہ ختم ہونے والے انتقام کی آگ دوطرفہ بھڑک اٹھی۔ دھماکوں اور قتل و غارتگری کا لامتناہی سلسلہ چل نکلا۔ عراق میں عام تباہی کے ہتھیاروں کا میڈیائی ڈھنڈورا پیٹ کر، دنیا بھر کے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر لڑی گئی جنگ جس میں عراق لہولہان ہوگیا عین اسی طرح کے جھوٹ کا شاخسانہ تھا۔ بش اور بلیئر نے اعتراف کر لیا اس جھوٹ کا۔ لاکھوں مسلمان مار کر ٹونی بلیئر نے معافی مانگ لی۔ ہمارے ہاں اس کی ضرورت بھی نہیں!

(عقل پرست لبرلز سے معذرت کے ساتھ) یہ عین وہی نقشہ ہے جو حدیث میں اجتماعی سطح پر پھیلائے جانے والے جھوٹ کے حوالے سے ہے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دو آدمیوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور کہا کہ وہ شخص جسے آپ ﷺ نے (معراج کی رات اس حالت میں) دیکھا تھا کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے تھے وہ بہت بڑا جھوٹا تھا۔ وہ جھوٹی باتیں کرتا تھا جو پھر اس سے دوسرے لوگوں تک پہنچائی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ تمام گوشوں تک پھیل جاتی تھیں۔ اس کے ساتھ قیامت کے دن تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ (یعنی اس کے جبڑے چیرے جاتے رہیں گے) (بخاری) انفرادی سطح پر آپ ﷺ نے جھوٹے کی یہ پہچان بتائی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بلاتحقیق آگے بیان کرتا پھرے۔ سو دنیا بھر میں جھوٹ کی فیکٹریاں شرق تا غرب میڈیا کے بھونپوؤں نے کھول رکھی ہیں۔ بڑے بڑے نشریاتی ادارے جس بے خوفی و بے جگری سے یہ کام سرانجام دے رہے ہیں عراق پر جنگ سے پوری مسلم دنیا میں بھڑکائی گئی آگ اس کا بین ثبوت ہے۔ یہ سب اس جبڑا چیرے کالے سکرین کے جھوٹ کا شاخسانہ ہے جو سچے کو جھوٹا، جھوٹے کو سچا، ایمان دار کو خائن، خائن کو امانت دار باور کروا رہا ہے۔ نیز ابن ماجہ کی حدیث کے مطابق۔ رویبضہ خوب بولیں گے۔ پوچھا گیا رویبضہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عامۃ الناس کے معاملات پر اختیار رکھنے والا احمق، ہلکا اور کم عقل!

سننے والوں کی جوابدہی کم نہیں ہو جاتی کیونکہ:

کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ یقیناً آنکھ کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔ (بنی اسرائیل:36) اس کے تشریحی نوٹ میں سید مودودیؒ لکھتے ہیں: کسی گروہ یا شخص پر بلا تحقیق کوئی الزام نہ لگاؤ۔ قانون (شریعت) میں یہ مستقل اصول طے کر دیا گیا کہ محض شبہے پر کسی کے خلاف کارروائی نہ کی جائے۔ تفتیشِ جرائم میں یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ کسی کو گمان پر پکڑنا، مارپیٹ کرنا یا حوالات میں (یونہی) دے دینا قطعاً ناجائز ہے۔ لیکن ظاہر ہے یہاں شریعت کا نام دہشت گردی ہو چکا۔ سید مودودیؒ، سید قطبؒ، حسن البناءؒ بعد از مرگ وشہادت عالمی چودھریوں نے گردن زدنی قرار دے دیئے۔

اوباما کا آخری خطاب فرماتا ہے کہ پاکستان اور افغانستان کو کئی دہائیوں تک عدم استحکام کا خدشہ رہے گا۔ جو بیج آنجناب اوران کے پیش رو بو گئے ہیں وہ آتش فشانی کرتے رہیں گے۔ کئی دہائیوں تک ہماری معیشت دہشت گردی کی صنعت پر چلے گی۔ این جی اوز (ویڈیو سوات جیسی خدمات کے لیے) تھنک ٹینک، فیشن اور اس سے منسلک صنعتوں کے جال، تعلیم (کے ذریعے نوجوان نسل میں عدم شناخت فکری انتشار) میڈیا میں عالمی چودھریوں کی سرمایہ کاری جاری رہے گی۔ بھاری تنخواہوں اور لینڈ کروزروں کی فراہمی دہائی تک جاری رہے گی۔ نظریۂ پاکستان (والے) لاپتہ رکھنے میں کمی نہ ہوگی۔ اس جنگ سے خود امریکہ ایک طرف بے آواز لاٹھی کی زد میں آکر بگولوں، سیلابوں، طوفانوں سے نمٹ رہا ہے۔ لاکھوں افراد کی ایک دہائی کے دوران خودکشیوں پر سر پکڑے بیٹھا ہے۔ خود امریکہ دہشت گردوں کے ہاتھوں لاکھ سے زائد ہلاکتوں کا ذائقہ چکھ چکا ہے۔ اس سال 500 ملین ڈالر تو صرف امریکیوں کی ذہنی سطح بہتر کرنے کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ (اس کارِ خیر میں تو بہت لوگ چندہ دینا چاہیں گے) جاتے ہوئے اوباما اب داعش پر خطرے کی مہر ثبت فرما رہے ہیں۔ ریاستی دہشت گردی کے عالمی سرپرستِ اعلیٰ جب یہ کہہ دیں تو ہر مسلمان ملک پر فرضِ عین قرار پایا کہ وہ اس راگنی میں ہم آواز ہو کر سر اٹھائیں۔ داعش کے نام پر اب ہر جگہ خواتین کو دیدہ دلیری سے پکڑا جا رہا ہے۔ سواد ہائی القاعدہ طالبان کے ڈھول پیٹتے سارے مہلک ہتھیار آزمائے۔ اسلام پسندوں میں اضافہ ہی ہوا کمی نہ ہوئی۔ اب نیا ٹھپہ درکار تھا۔ بھید کھلنے کا ڈر تھا۔ یہ نیا ہوّا

داعش کا کھڑا کیا۔ ہر اسلام پسند پر یہ درآمد شدہ نئی نکور مہر لگا کر پھر پکڑ دھکڑ، لاپتگیوں، چھاپوں، پھانسی کے پھندوں کا سامان مسلم دنیا کے لیے کر دیا گیا ہے۔

مقامی تھنک ٹینک راب جو بلند آہنگ داعش راگ الاپ رہے ہیں اسی تسلسل میں کالم نگار (تکبیر مسلسل) نے جو در فنطیاں چھوڑیں اور قلابے ملائے ہیں پناہ بخدا! ان کے سیکولر لبرل فتاویٰ کی زد میں آ کر 99 فیصد پاکستان تو داعش ٹھہرا! صرف ایک فیصد سول، ملٹری سرکار، این جی اوز، تھنک ٹینکر، لبرل سیکولر طبقہ باقی بچا۔ جو علامات داعش انہوں نے گنوائی ہیں اس سے تو شاید ہی کوئی مبرا ہو۔ ڈر تو یہ ہے کہ چھینک لے کر الحمدللہ کہہ دیا تو داعش، کھانے پر بسم اللہ پڑھ دی تو داعش۔ (اگرچہ ان کے کالم کا عنوان اقبالؒ کے سیاسی اسلام کا حد درجے داعشی شعر ہے۔ اسے تو بدل لیں۔ رینڈ کارپوریشن کیا کہے گی!) اس نوعیت کا سیاپا کر کے وہ کہتے ہیں کہ یہ بیانیہ ہر جا ہے۔ مسجد کے منبر، مدارس، اخباری کالموں، ٹی وی پروگراموں میں وکالت اسی کی ہے۔ ہم شاید کسی اور پاکستان میں رہتے ہیں؟ 78 چینلوں سے جو کچھ امڈ برس رہا ہے۔ ساری مساجد مدارس کی تعلیم ایک طرف، ان کا ایک اشتہار دل دماغ کی ساری چولیں ہلا کر ہر داعش کا فاحش بنا دیتا ہے۔ لال مسجد کی تباہی مچا کر بھی لبرل سیکولر طبقے کو قرار میسر نہیں۔ قبائلی علاقوں کو صفاچٹ کر کے بھی ملا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو والی پارٹی کا واویلا نہیں رکا۔ ان کی انتہا پسندی کی بھی کوئی انتہا تو ہو؟ یہ سارا غم و غصہ داعش نہیں اسلام کے بیانیے پر ہے۔ القاعدہ، طالبان کے نام پر جو قتل و غارت گری ہوئی اب وہی کہانی داعش کی ہے۔

اِدھر پاکستان زلزلوں سے یوں لرز رہا ہے کہ 24 گھنٹے میں 3 زلزلے آئے۔ سیدنا عمرؓ کے دور میں زلزلہ آیا تو زمین پر کوڑا مار کر کہا: کیا میں انصاف قائم نہیں کر رہا؟ ظلم پر زمین تھرا اٹھتی ہے۔ روحانی زندگی سے تہی دامن طبقے سے غرض نہیں۔ لیکن ہر صاحبِ ایمان کے لیے لمحہ فکر یہ ہے۔ زمین کی پلیٹوں کے مالک کی طرف رجوع اور ظلم کا ہاتھ روکنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کی غلامی سے منہ موڑ کر کفر کی غلامی پر راضی ہو رہنے سے بڑا گناہ اور کیا ہوگا۔ یہ اسی کا شاخسانہ ہے کہ حق و باطل کی تفریق مٹ جاتی ہے۔ کورنگاہی پیدا ہوتی ہے۔

فیضِ فطرت نے تجھے دیدۂ شاہیں بخشا
جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہِ خُفّاش

☆☆☆☆

آداب معاشرت

تعلقات نبھانے کی کوشش کیجیے!

فرید اللہ مروت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عمر رسیدہ خاتون آئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بڑا اکرام اور استقبال کیا۔ ان کو عزت کے ساتھ بٹھایا، ان کی بڑی خاطر تواضع کی اور ان کی خیریت دریافت کی، جب وہ خاتون چلی گئیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے ان خاتون کے لیے بہت اکرام اور اہتمام فرمایا، یہ کون خاتون تھیں؟ جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّهَا كَانَتْ تَأْتِينَا زَمَانَ خَدِيْجَةَ"

یہ خاتون اس وقت ہمارے گھر آیا کرتی تھیں، جب خدیجہ (رضی اللہ عنہا) حیات تھیں۔ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے ان کا تعلق تھا، گویا کہ یہ ان کی سہیلی تھیں، اس لیے میں نے ان کا اکرام کیا۔ پھر فرمایا:

"اِنَّ حُسْنَ الْعَهْدِ مِنَ الْاِيْمَانِ" (شعب الایمان للبیہقی)

یعنی "کسی کے ساتھ اچھی طرح نباہ کرنا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔"

یعنی مؤمن کا کام یہ ہے کہ جب اس کا کسی کے ساتھ تعلق قائم ہو، تو حتی الامکان اپنی طرف سے اس تعلق کو نہ توڑے، بلکہ اس کو نبھاتا رہے۔ چاہے طبیعت پر نبھانے کی وجہ سے گرانی بھی ہو، لیکن پھر بھی اس کو نبھاتا رہے اور اس تعلق کو بدمزگی پر ختم نہ کرے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کرے، کہ اگر کسی کے ساتھ تمہاری مناسبت نہیں ہے، تو اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا زیادہ نہ کرے۔ لیکن ایسا تعلق ختم کرنا کہ اب بول چال بھی بند اور علیک سلیک بھی ختم، ملنا جلنا بھی ختم، ایک مؤمن کے لیے یہ بات مناسب نہیں۔

اپنے گزرے ہوئے عزیزوں کے متعلقین سے نباہ:

اس حدیث میں ہمارے لیے دو سبق ہیں:

(1)...... پہلا سبق یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ اپنے تعلق والوں سے نباہ کرنا چاہیے، بلکہ اپنے وہ عزیز جو پہلے گزر چکے ہیں، مثلاً ماں باپ ہیں، یا بیوی ہے، تو ان کے اہل تعلق سے بھی نباہ کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا کہ حضور میرے والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے اور میری طبیعت پر اس بات کا اثر ہے کہ میں زندگی میں ان کی خدمت نہیں کر سکا اور ان کی قدر نہ کر سکا اور جیسے حقوق ادا کرنا چاہیے تھے، اس طرح حقوق ادا نہ کر سکا۔ (جو لوگ زندگی میں والدین کی خدمت نہیں کرتے، اکثر ان کے دلوں میں اس قسم کی حسرت پیدا ہوتی ہے، اسی طرح ان صاحب کے دل میں بھی اس کی حسرت تھی، اس لیے عرض کیا کہ میرے دل میں اس کی شدید حسرت ہے اور اثر ہے) اب میں کیا کروں؟

جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم یہ کرو کہ تمہارے والد کے جو دوست احباب ہیں اور جو ان کے تعلق والے اور ان کے قرابت دار ہیں، تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرو، اس کے نتیجے میں تمہارے والد کی روح خوش ہوگی اور تم نے اپنے والد کے اکرام اور حسن سلوک میں جو کوتاہی کی ہے، ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی درجے میں اس کی تلافی فرما دیں گے۔ (ابوداؤد)

لہٰذا والدین اور اہل تعلقات کے انتقال کے بعد ان کے اہل تعلقات سے نباہ کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان سے ملتے جلتے رہنا، یہ بھی ایمان کا ایک حصہ ہے، یہ نہیں کہ جو آدمی مر گیا، تو وہ اپنے اہل تعلقات کو بھی ساتھ لے گیا، بلکہ اس کے اہل تعلقات تو دنیا میں موجود ہیں، تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

دیکھیے! حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو انتقال ہوئے بہت عرصہ گزر چکا تھا، لیکن اس کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خاتون کا اکرام فرمایا۔ اس کے علاوہ بعض احادیث میں آتا ہے کہ آپؐ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے پاس ہدیے تحفے بھیجا کرتے تھے، صرف اس وجہ سے کہ ان کا تعلق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھا اور یہ ان کی سہیلیاں تھیں۔

تعلقات نبھانا سنت ہے:

(2)......اس حدیث میں دوسرا سبق یہ ہے، جو حدیث کے الفاظ حُسْنَ الْعَهْدِ سے معلوم ہو رہا ہے۔ حُسْنَ الْعَهْدِ کے معنی ہیں: "اچھی طرح نباہ کرنا"، یعنی جب ایک مرتبہ کسی سے تعلق قائم ہو گیا، تو حتی الامکان اس تعلق کو نبھاؤ اور جب تک ہو سکے، اپنی طرف سے اس کو توڑنے سے پرہیز کرو۔ بالفرض اگر اس کی طرف سے تمہیں تکلیفیں بھی پہنچ رہی ہیں، تو یہ سمجھو کہ دوسرے کے ساتھ تعلق کو نبھانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، پھر سنت اور عبادت سمجھ کر اس تعلق کو نبھاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

ایران سعودی عرب کشیدگی اور پاکستان کا کردار

13جنوری2016ء کو منعقدہ نشست کی تلخیصی رپورٹ

مہمانانِ گرامی
بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ (دفاعی تجزیہ نگار)
ایوب بیگ مرزا (مرکزی ناظم نشرو اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال: ایران سعودی عرب کشیدگی کی بنیاد شیخ النمر کی پھانسی ہے یا اس کے پیچھے کچھ اور حقائق کارفرما ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: جو چیز فوری اشتعال کا باعث بنی ہے وہ شیخ النمر کی پھانسی ہی ہے۔ تاہم تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ ان دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات کبھی بھی قابلِ رشک نہیں رہے، بہت سے معاملات پر کشیدگی پائی جاتی ہے۔ مثلاً ایرانی اہل تشیع ہیں اور سعودی اہل سنت کے حنبلی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور دونوں اپنے اپنے عقائد کے لحاظ سے شدت پسند ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ خانہ کعبہ اور روضۃ الرسول ﷺ کی بدولت مسلمانوں کی مکہ اور مدینہ سے جذباتی اور دلی عقیدت ہے۔ اس لحاظ سے سعودی عرب مسلمانوں کا مرکز ہے اور مسلمان سعودی عرب سے ایک خاص لگاؤ رکھتے ہیں۔ جبکہ ایران کو سعودی عرب کی یہ کلیدی اور مرکزی حیثیت پسند نہیں ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہ حیثیت اسے حاصل ہو۔ اس لحاظ سے ان کے اختلافات کافی پرانے ہیں۔ ایران میں انقلاب سے قبل یہ دونوں ممالک امریکہ کے حلیف تھے۔ لہٰذا ان کے باہمی اختلافات بھی دبے ہوئے تھے۔ عراق میں صدام حسین کی سُنی حکومت کے خاتمے کے بعد وہاں بھی ایک شیعہ سٹیٹ بن گئی، جس سے سعودی عرب میں تشویش پائی جانے لگی۔ اسی طرح یمن میں یہ دونوں ممالک پراکسی وار لڑ رہے ہیں۔ ایران درپردہ وہاں کے حوثیوں کی مدد کر رہا ہے جبکہ سعودی عرب منصور الحادی کی کھلم کھلا حمایت کرتا ہے۔ پھر شام کے مسئلے پر بھی دونوں ممالک کے نظریات بالکل متضاد ہیں۔ ایران بشارالاسد کی پشت پر ہے بلکہ ایرانی رضا کار بشارالاسد کی فوج میں موجود ہیں جبکہ سعودی عرب شامی باغیوں کی مدد کر رہا ہے۔ پھر اس سال سعودی عرب میں حج کے موقع پر ایک بڑا حادثہ رونما ہوگیا جس میں بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ اس پر بھی کشیدگی بڑھی ہے۔ ایران کہتا ہے کہ یہ سب کچھ سعودیہ کی انتظامی غلطی تھی اور اس کا وی آئی پی کلچر اس سانحہ کی وجہ بنا ہے۔ جبکہ سعودی عرب ان باتوں کی تردید کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایران نے اپنا ایک بہت بڑا آفیسر جعلی ویزے پر بھیجا ہوا تھا جو منیٰ حادثے میں ملوث ہے۔ تاہم کشیدگی کی اہم ترین وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اسلام دشمن قوتیں یہ سمجھتی ہیں کہ مسلمان اگر متحد ہو گئے اور واقعتاً اُمتِ مسلمہ ایک حقیقت بن گئی تو مغرب کے نظام کو

مرتب: محمد رفیق

شدید دھچکا پہنچے گا۔ لہٰذا امریکہ، بھارت اور اسرائیل متحد ہو کر یہ کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی جائے اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دونوں اطراف کے

> پاکستان کو آگے بڑھ کر ایک Statesman کا کردار ادا کرنا چاہیے اور دونوں ممالک کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مذہبی جذبات کو اُبھارا جائے۔ لہٰذا اس کشیدگی میں مغرب کا ہاتھ نمایاں ہے۔ بدقسمتی سے اُمتِ مسلمہ بے وقوف بنی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں سعودی عرب اور ایران دونوں غلطی کر رہے ہیں کہ اس بات کو سمجھتے ہوئے بھی کہ دشمنانِ اسلام ہم میں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں، اس کے باوجود وہ ان کی باتوں میں آجاتے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دیتے ہیں۔ تو ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان ممالک ان سازشوں کو سمجھیں اور ناکام بنائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سعودی عرب نے 34 ممالک کا جو اتحاد بنایا ہے یہ بھی حالیہ کشیدگی کی ایک وجہ بنا ہے۔ کیونکہ ایران یہ سمجھ رہا ہے کہ یہ اتحاد اصل میں اس کے خلاف ہے۔ جبکہ سعودی عرب کا موقف ہے کہ یہ اتحاد دہشت گردی کے خلاف بنایا گیا ہے۔ ان بہت سی وجوہات کے ساتھ شیخ النمر کی پھانسی نے کشیدگی میں مزید اضافہ کر دیا۔ کسی بھی وقت دونوں ممالک کی آپس میں لڑائی شروع ہوسکتی ہے۔ اللہ کرے ایسا نہ ہو۔

سوال: سعودیہ نے ایران کے ساتھ چپقلش بڑھنے پر 34 ملکوں کا فوجی اتحاد بنالیا ہے۔ لیکن تمام مسلمانوں کے مشترکہ دشمن اسرائیل کے خلاف آج تک کوئی اتحاد نہیں بنایا، آخر کیوں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: 1948ء میں جب اسرائیل قائم ہوا تھا تو اس وقت تمام مسلمان ممالک ایک پلیٹ فارم پر تھے اور وہ اسرائیل کے خلاف تھے۔ اس کے بعد 1969ء میں جب OIC بنی تو اس میں بھی ایران سمیت تمام اسلامی ممالک شامل تھے۔ لیکن اب جو 34 ممالک کا اتحاد بنا ہے اس سے شیعہ اکثریت والے ممالک (ایران، شام، عراق اور لبنان) باہر ہیں۔ اصل میں عرب و عجم کی مخالفت تو اسلام کے ابتدائی دور سے ہے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جب ایران فتح ہوا تو اس وقت ایران والوں نے دل سے عربوں کی بالادستی قبول نہیں کی تھی۔ اس سیاسی پس منظر میں جب شیعان علی وجود میں آئے تو ایک مذہبی عنصر بھی اس سارے معاملے میں شامل ہوگیا۔ لیکن عراق میں صدام حسین کے دورِ حکومت میں عرب و عجم کی مخاصمت سعودی عرب اور ایران کے درمیان نہیں تھی بلکہ ایران اور عراق کے درمیان تھی۔ اس کا پس منظر یہ تھا کہ اہل تشیع کے تمام مقدس مقامات عراق میں تھے، وہاں اکثریت بھی اہل تشیع کی تھی لیکن حکمران ایک سنی تھا۔ 2003ء میں صدام حکومت کے خاتمہ کے بعد سے ایران اور عرب کے معاملات اُبھر کر سامنے آ گئے ہیں۔ سعودی عرب میں بادشاہت ہے اور وہاں پر عمر رسیدہ لوگ ہی بادشاہ بنتے چلے آرہے تھے۔ جب تک ان بزرگوں کا ہولڈ رہا تو پھر بھی معاملات کچھ کنٹرول میں رہے۔ لیکن اب موجودہ بادشاہ نے اپنے نوجوان ولی عہد کو زیادہ اختیارات سونپ دیئے ہیں جس کی وجہ سے ایران و عرب کی باہمی مخاصمت کے جذبات کچھ زیادہ اُبھر کر سامنے آگئے ہیں۔ جبکہ مغرب تو چاہتا ہی یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہمیشہ Divide & Rule فارمولے کے تحت رکھا جائے۔ لہٰذا مغرب نے سنی اور شیعہ اسلام کے درمیان باقاعدہ ایک لائن ڈرا کر دی ہے تاکہ مسلمان نہ متحد ہوں اور نہ ہمیں ان سے خطرہ رہے، وہ اس چیز کو اپنے مفادات کے لیے Exploit کر رہے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: عرب میں تمام اسلامی ممالک میں

بادشاہتیں ہیں، جن کا جمہوریت سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ یعنی عوام کے ردعمل کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔ عوام یہودیوں کے سخت خلاف ہے، حکمران بھی ہیں لیکن چونکہ حکمرانوں کا انحصار عوام کے ووٹوں پر نہیں ہے بلکہ امریکہ کی پشت پناہی اور اس کی خوشنودی پر ہے اور امریکہ کے بارے میں، میں کہا کرتا ہوں کہ امریکی حکمرانوں کو امریکہ کے دفاع کی اتنی فکر نہیں ہوتی جتنی انہیں اسرائیل کی فکر ہوتی ہے لہٰذا جب حالات یہ ہوں تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ امریکہ عرب حکمرانوں کو اسرائیل کے خلاف کوئی متحدہ محاذ بنانے کی اجازت دے دے گا۔ جب اسرائیل قائم ہوا تھا تو اس وقت عرب ممالک امریکہ کے شکنجے میں نہیں تھے، اسی وجہ سے وہ اسرائیل کے خلاف متحد ہو گئے تھے۔ لیکن اس وقت تو تقریباً سارا عرب ورلڈ امریکی شکنجے میں ہے۔ لہٰذا اب عربوں کی جو بھی پالیسی بنے گی وہ اسرائیل کی حمایت میں ہی بنے گی، اینٹی اسرائیل نہیں بن سکتی۔

سوال: پاکستان کا 34 ملکی فوجی اتحاد میں شمولیت کا فیصلہ کیا پاکستان کو ایران سے دور نہیں کر دے گا؟

ایوب بیگ مرزا: یہ معاملہ بڑا مضحکہ خیز ہے کہ جیسے آپ کو اور مجھے معلوم ہوا کہ پاکستان 34 ممالک کے اسلامی اتحاد میں شامل ہے، اسی طرح حکومت کو بھی اچانک معلوم ہوا۔ اس پر مزید مضحکہ خیزی یہ ہوئی کہ ہمارے سیکرٹری خارجہ اعزاز چودھری نے اتحاد میں شمولیت کا انکار کر دیا، جس پر وزیراعظم ان پر برہم ہوئے۔ اس لیے کہ وزیراعظم کے سعودی عرب کے ساتھ خصوصی تعلقات ہیں۔ لہٰذا یہ کہہ دیا گیا کہ ہم اس اتحاد میں شامل ہیں اور ساتھ یہ کہا گیا کہ ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ یہ فوجی اتحاد کیوں بنایا گیا ہے اور اس میں ہمارے کرنے کا کام کیا ہے؟ گویا یہ بات واضح ہو گئی کہ حکومت پاکستان کو اس اتحاد کے حوالے سے پہلے سے اعتماد میں نہیں لیا گیا تھا۔ لہٰذا اب سعودی عرب کے وزیر خارجہ اور وزیر دفاع پاکستان کے دورے پر آئے ہیں تو انہیں بتایا گیا ہے کہ ہم ان جزئیات میں آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ مثلاً سعودی عرب پر کوئی آفت آ جاتی ہے، کوئی بیرونی دشمن حملہ کر دیتا ہے یا دہشت گردی سے نمٹنا ہو تو اس صورت میں ہم ساتھ دیں گے لیکن اگر آپ کسی کے خلاف کوئی جارحیت کرتے ہیں تو ہم آپ کے ساتھ کھڑے نہیں ہوں گے۔ لیکن سعودی عرب یہ چاہتا ہے کہ پاکستان کے خارجی معاملات اُس کی مرضی کے عین مطابق طے ہوں۔ دوسری طرف پاکستان کی خارجہ پالیسی بہت بوڑھی ہے، کہیں سرتاج عزیز ہیں جو 80 پلس ہیں، کہیں فاطمی صاحب ہیں وہ بھی 80 کے آس پاس ہی ہیں اور خود وزیراعظم تو خارجی معاملات کی کوئی خاص شد بد رکھتے ہی نہیں، امور خارجہ کا ایک قلمدان ہے جو ان کے پاس ہے۔ ہماری خارجہ پالیسی کا کوئی منہ سر ہی نہیں ہے۔ اسی وجہ سے کبھی وہ شمال کی جانب جاتی ہے اور کبھی جنوب کی طرف۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے اسٹیبلشمنٹ نے خارجہ پالیسی کو اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے اور اسی وجہ سے کہیں کہیں آپ کو خارجہ پالیسی نظر آ جاتی ہے ورنہ ہماری خارجہ پالیسی میں ابہام ہی ابہام ہے۔

سوال: یہ فرمائیں کہ ایک سعودی شہری کو سعودی قانون کی خلاف ورزی پر ملنے والی سزا پر، کیا ایران کو اتنا سخت ردعمل دینا چاہیے تھا؟

ایوب بیگ مرزا: یہ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ شیخ النمر شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا جو ایران کا ریاستی مذہب ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہونا چاہیے کہ ایران سعودی عرب کے اس معاملے میں مداخلت کرے۔

> **پاکستان میں جس طرح لوگ ایک گلی اور ایک محلے میں بھائیوں کی طرح، ہمسایوں کی طرح مل جل کر رہ رہے ہیں انہیں اسی طرح مل جل کر رہنا چاہیے۔**

اس لیے کہ سعودی ریاست کی عدالت نے یہ فیصلہ کیا۔ قانون کی خلاف ورزی سعودیہ میں ہوئی، دہشت گردی کا معاملہ ہوا یا ایسی تقاریر کی گئیں جنہیں ریاستی بغاوت کہا گیا تو سعودی عرب کے قانون کے مطابق انہیں سزا دی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ایران کو زیادہ سے زیادہ ایک بیان کے ذریعے اظہار ناراضگی کر دینا چاہیے تھا۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن ایران نے اس پر Over-react کیا ہے۔ دیکھئے! ایران میں جب انقلاب آیا تھا خمینی صاحب آئے روز کتنی پھانسیاں دیتے تھے! کیا کہیں سعودی عرب نے اس پر احتجاج کیا؟ بنگلہ دیش میں حال ہی میں پرو پاکستانیوں کو پھانسیاں ہوئیں ہیں اور پاکستان نے اس پر احتجاج کیا ہے، یہ احتجاج 1974ء میں پاکستان، انڈیا اور بنگلہ دیش کے درمیان ہونے والے سہ فریقی معاہدہ کے پس منظر میں کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا ایران کے پاس کوئی قانونی، اخلاقی جواز نہیں ہے کہ وہ سعودی عرب کے خلاف اتنا سخت ردعمل ظاہر کرے۔ ہر ریاست کا حق ہے کہ وہ اپنے قانون کے مطابق، عدالتی فیصلوں پر عمل درآمد کرے۔ یہ معاملہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے قوانین کی زد میں بھی نہیں آتا۔ اس کے باوجود انہوں نے محض زور آوری دکھاتے ہوئے ایسا احتجاج کیا ہے۔ ایسا ہونا نہیں چاہیے

سوال: عرب ورلڈ میں دن بدن بڑھتی ہوئی شیعہ سنی خلیج بالآخر کیا گل کھلائے گی؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: مسلم ورلڈ میں شیعہ سنی کی تقسیم قرون اولیٰ سے چلی آ رہی ہے۔ ہر مسلمان ملک میں دونوں قسم کے لوگ موجود ہیں۔ ایران میں جب تک رضا شاہ پہلوی کی حکومت تھی ان کا Stance بڑا Nationalistic تھا۔ کیونکہ وہ ایران کی ڈھائی ہزار سالہ تاریخ کو لے کر چل رہے تھے۔ 1979ء میں وہاں مذہبی انقلاب آ گیا آپ جانتے ہیں کہ انقلاب کبھی ایک ملک میں نہیں رہتا، اپنے پر پھیلاتا ہے۔ لہٰذا ایران میں مذہبی حکومت قائم ہونے پر دوسرے مسلم ممالک میں بھی شیعہ متحرک ہو گئے۔ حال ہی میں عرب اسپرنگ کا معاملہ چلا۔ سعودی عرب کے مشرقی خطے میں بھی شیعہ اکثریت میں ہیں۔ وہاں پر بادشاہت کے خلاف مذہبی لیول پر اپوزیشن کی تحریک چلتی رہتی ہے جس کے نتیجے میں بحرین اور کویت میں کریک ڈاؤن ہوا، جہاں حکومتیں سنی ہیں اور عوام کی اکثریت شیعہ ہے۔ شیخ النمر کی پھانسی کے بعد وہاں حالات مزید خرابی کی طرف جا رہے ہیں۔ ویسے تو مغربی ممالک نے بھی اپیل کی ہے کہ پاکستان کو اپنے تعلقات استعمال کرتے ہوئے اس ٹینشن کو کم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا اور مظاہرے ہوتے رہے تو پھر حالات مزید خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

سوال: دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اسرائیل دھمکیاں ایران کو دیتا رہتا ہے لیکن مارتا فلسطینیوں کو ہے۔ اسی طرح ایران دھمکیاں اسرائیل کو دیتا ہے لیکن مارتا شامیوں کو ہے۔ دونوں صورتوں میں مرتے بیچارے مسلمان ہی ہیں۔ یہ فرمائیے کہ دونوں ممالک کے طرز عمل میں پس پردہ کہانی کیا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ تو عیاں ہے کہ لبنان میں حزب اللہ (جس کو ایران کی پشت پناہی حاصل ہے) بظاہر اسرائیل پر حملے کرتی رہتی ہے لیکن بعد میں ایسی خبریں آتی ہیں کہ جیسے ان دونوں میں کوئی نورا کشتی ہو رہی ہے۔ اسی طرح اسرائیل بھی حملے کرتا ہے لیکن اس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔ زیادہ تر غزہ کے عرب ہی نشانہ بنتے ہیں، ان کا محاصرہ ہو جاتا ہے اور پھر لبنان والے بھی ان کو غذا تک نہیں پہنچنے دیتے، مصر والے بھی انہیں کوئی رسد نہیں پہنچنے دیتے۔ عرب ریاستیں بھی اخوان المسلمین کے Against بہانہ بنا کر فلسطینیوں کو سپورٹ نہیں کرتیں۔ حالیہ خبروں کے مطابق

شام اور لبنان کے بارڈر پر کچھ لوگ پھنس گئے ہیں جہاں کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں ہے اور ان کو کوئی بھی غذا نہیں پہنچ رہا۔ کچھ لوگوں نے ان کو خوراک پہنچانے کی کوشش کی تو داعش والوں نے ان کو بھی ذبح کر دیا ہے۔ وہ درختوں کی چھال اُبال اُبال کر پی رہے ہیں۔ تو یہ بڑی خطرناک صورتحال ہے۔

سوال : سعودی وزیر خارجہ اور وزیر داخلہ کے دوروں کے بعد پاکستان اس تنازعے میں پارٹی بنتا ہوا نظر آتا ہے۔ کیونکہ پہلے پاکستان کا موقف تھا کہ اگر حرمین شریفین کو خطرہ ہوا تو پاکستان سعودی عرب کی مدد کرے گا۔ اب وزیر اعظم اور آرمی چیف کا کہنا ہے کہ سعودی عرب کو خطرہ ہوا تو پاکستان سخت جواب دے گا۔ کیا اس تنازعے میں پاکستان کا پارٹی بننا ملک و قوم کے مفاد میں ہے؟

ایوب بیگ مرزا : اس معاملے میں کسی سطح پر بھی Contradiction نہیں ہے۔ پہلے بھی جب انہوں حرمین شریفین کے دفاع کے حوالے سے کہا تو اس سے مراد سعودی عرب ہی تھا۔ ایسا نہیں ہے کہ سعودی عرب کو وہ حرمین سے الگ کرتے ہیں اور اب بھی انہوں نے اپنے اسی موقف کو دوہرایا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ پاکستانی حکمران بھی سعودی عرب یا حرمین شریفین کے بارے میں دینی جذبات رکھتے ہیں۔ پاکستان میں عوام کی اکثریت اہل سنت ہے، وہ سعودی عرب کے بارے میں بہت ہی جذباتی کیفیت رکھتے ہیں اور جب سعودی عرب کا ذکر آتا ہے تو اصل میں ان کے ذہن میں حرمین شریفین کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ 1979ء میں جب چند لوگ اسلحہ لے کر خانہ کعبہ میں داخل ہو گئے تھے تو پاکستان میں اس کا ردعمل اتنا شدید تھا کہ یہاں پر امریکی سفارت خانے کو جلا دیا گیا تھا اور عوام سڑکوں پر نکل آئے تھے۔ عوام کا اشتعال اور جذبات دیدنی تھے۔ میں یہ بات کہنے سے بالکل باک محسوس نہیں کرتا کہ پاکستانی عوام اپنے وطن سے زیادہ مکہ اور مدینہ سے محبت اور دلی لگاؤ رکھتے ہیں۔ پاکستان میں جیسی تیسی جمہوریت تو ہے۔ پانچ سال کے بعد ووٹ تو پڑتے ہیں۔ جس کی وجہ سے پاکستان کے حکمرانوں کو عوام کے جذبات کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ ایران میں اگر 20،30 ہزار پاکستانی ہیں تو سعودی عرب میں 25،30 لاکھ پاکستانی بستے ہیں۔ پھر آپ یہ بھی دیکھیں کہ سعودی عرب ہمیشہ کڑے وقت ہماری مدد کو پہنچا ہے۔ 1998ء جب ہم نے ایٹمی دھماکے کیے تھے، مغرب نے ہماری مخالفت کی تھی اور ہم پر پابندیاں لگائی تھیں، تو اس وقت سعودی عرب نے کھل کر ہماری مدد کی تھی اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مواقع پر ایسا ہوا ہے اور پاکستان نے بھی اسی طرح دوستی نبھائی۔ لہٰذا اگر ہمارے عوام کا جھکاؤ سعودی عرب کی طرف زیادہ ہے تو اسی وجہ سے ہمارے حکمرانوں کا بھی جھکاؤ زیادہ ہے اور اسی وجہ سے ہمارے حکمران ان کے ساتھ اس طرح کی Commitment بھی کر رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ بالکل درست ہے۔ لیکن وہ اس حد تک ہونی چاہیے کہ اگر سعودی عرب پر کوئی حملہ کرتا ہے۔ لیکن اگر سعودی عرب باہر نکل کر کوئی جارحیت کرتا ہے تو اس پر ہمیں کسی قسم کی مدد، بلکہ انٹیلی جنس شیئرنگ بھی نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن اگر سعودی عرب پر حملہ ہوتا ہے

> **پاکستانی عوام اپنے وطن سے زیادہ مکہ اور مدینہ سے محبت اور دلی لگاؤ رکھتے ہیں۔**

تو اس کو پاکستان پر حملہ سمجھنا چاہیے اور اس کا تحفظ پاکستان سے بھی بڑھ کر کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ جو بھی سعودی عرب پر حملہ کرے گا اس کے ہاتھوں حرمین شریفین کی حرمت کو بچانا آسان نہیں ہوگا۔ میں نے جیسے سعودی عرب کے احسانات کا ذکر کیا ہے کہ وہ ہمیں سپورٹ کرتا ہے، خاص طور پر تیل کی قیمتیں کم کرتا ہے پھر یہ کہ لاکھوں پاکستانی وہاں اپنا روزگار کما رہے ہیں۔ لیکن ہمیں اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ ایران بھی بہرحال ہمارا ہمسایہ ہے اور ہمسائے کے بھی بہت حقوق ہیں اور اگر ہمسایہ مسلمان بھی ہو تو یہ حقوق اور بڑھ جاتے ہیں۔

سوال : سعودی عرب ایران تنازعے میں پاکستان کیا رول ادا کر سکتا ہے؟ اگر یہ تنازعہ بڑھتا ہے تو کیا پاکستان بھی اس کی لپیٹ میں آ سکتا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : اصل میں یہی پاکستانیوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ بیگ صاحب نے ایک بات تو بالکل واضح کر دی کہ ایران ہمارا ہمسایہ ہے اور سعودی عرب کے بڑے احسانات ہیں لیکن اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ پاکستان میں بھی شیعوں کی ایک بڑی Sizeable اور بڑی Effective اقلیت ہے۔ لہٰذا پاکستان کو ایک بڑی Tight روپ پر چلنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایران اور عرب کی براہ راست جنگ کی توقع تو نہیں۔ یہ پراکسی وارز ہیں۔ پاکستان میں بھی یہ پراکسی وار چلتی رہتی ہے کہ ہمارے ہاں ایک مکتب فکر کو ایک ملک سپورٹ کر رہا ہوتا ہے اور دوسرے مکتب فکر کو دوسرا ملک سپورٹ کر رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح کی صورتحال ایران اور سعودی عرب نے خلیجی ممالک میں بنائی ہوئی ہے۔ کویت اور قطر میں شیعہ اکثریت میں ہیں۔ اگر ان کی اپ رائزنگ ہو جائے اور وہاں کی حکومتیں ان پر کریک ڈاؤن کریں تو اس کے نتیجے میں وہاں پر بہت زیادہ انتشار کی کیفیت ہوگی اور بنیادی طور پر ایران سعودی عرب سے اپنے سکور برابر کرنے کے لیے انہی چیزوں کو Exploit کرتا ہے۔ سعودی عرب کو بھی ایسی حمایت چاہیے کہ پاکستان کوئی ایسی Commitmnet دے کہ اگر کوئی ایسا موقع آئے تو پاکستان اپنی فوجیں بھیجے گا۔ جبکہ اس کے لیے پاکستان نے واضح کر دیا کہ ہم فوجیں تو براہ راست نہیں بھیجیں گے تاہم ٹیکنیکل سپورٹ ضرور کریں گے۔ پاکستان نے دہشت گردی کے حوالے سے ضرب عضب کی صورت میں کامیابی بھی حاصل کی ہے۔ تو اس حوالے سے نظریں اُٹھی ہیں کہ دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے پاکستان ان کی ٹریننگ میں مدد کرے اور انٹیلی جنس شیئرنگ وغیرہ میں بھی پاکستان ان کا ہاتھ بٹا سکتا ہے۔ لیکن پاکستان چونکہ دونوں ممالک سے تعلقات رکھنا چاہتا ہے لہٰذا پاکستان کو آگے بڑھ کر دونوں ممالک کے درمیان کوئی مصالحاتی کردار ادا کرنا چاہیے، دونوں ملکوں کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ وہ آگ ہمارے اپنے ملک تک نہ پہنچے، ہمارے اپنے ملک میں بھی انتشار نہ ہو اور یہاں بھی بدامنی نہ ہو اور ان ملکوں کے حالات کسی حد تک کنٹرول میں رہیں۔

ایوب بیگ مرزا : اس حوالے سے ہمارے عوام میں اہلسنت اور اہل تشیع دونوں کا کردار انتہائی قابل تحسین ہے کہ جب پاکستان میں دہشت گردی کا بہت زور تھا، ایک دن امام بارگاہ میں دھماکہ ہوتا تھا اور اگلے دن کسی مسجد میں ہوتا تھا۔ لیکن اہل سنت اور اہل تشیع نے اس کو مشترکہ دشمن کی کارروائی سمجھا اور گلی محلوں میں اسی طرح پڑوسی بن کر ساتھ ساتھ رہتے رہے۔ کوئی ایک بھی ایسا واقعہ عوامی سطح پر نہیں ہوا کہ اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان اس بنیاد پر لڑائی ہوئی ہو کہ امام بارگاہ میں دھماکہ کیوں ہوا یا مسجد میں کیوں ہوا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان دونوں ممالک کی کشیدگی بڑھتی بھی تو میں اہل تشیع سے خاص طور پر یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس معاملے میں بڑے مثبت کردار اور بڑی دانشمندی کا مظاہرہ کریں گے اور اس کو عوامی لڑائی نہیں بننے دیں گے۔ پاکستان میں جس طرح لوگ ایک گلی اور ایک محلے میں بھائیوں کی طرح، ہمسایوں کی طرح مل جل کر رہ رہے ہیں انہیں اسی طرح مل جل کر رہنا چاہیے۔

اس پروگرام کی ویڈیو www.tanzeem.org پر ”خلافت فورم“ کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔

حفظِ قرآن مجید کی برکات

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جو سراسر معجزہ ہے۔ اس قرآن کو حفظ اور یاد رکھنے کے بڑے فوائد ہیں۔ آخرت میں نجات کا ذریعہ، جنت میں بلند مرتبہ اور دنیا میں بھی عزت پاتا ہے اور صاحب الرائے سمجھا جاتا ہے۔ امامت میں حافظِ قرآن مقدم ہے۔ اس کے اعجاز کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ انسانی حافظے میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک بقیہ دوسری کتابوں سے بہت سے اوصاف میں مختلف ہے۔ کوئی دوسری کتاب خواہ وہ مذہبی ہو یا اخلاقی یا کسی بھی موضوع پر ہو اور حجم میں قرآن مجید سے کچھ کم ہی کیوں نہ ہو حرف بحرف کبھی حفظ نہیں ہو سکتی۔ خدا کا کلام ہونے کے اعتبار سے اس کا حفظ کرنا اعلیٰ درجے کی نیکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں مسلمان بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو یہ حفظ یاد ہے۔

قرآن حفظ کرنا مشکل کام ہے مگر دیکھتے ہیں کہ جو اس کو حفظ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اُس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ (القمر:32)

''ہم نے آسان کر دیا قرآن کو حفظ کرنے کے لیے پس ہے کوئی اس کے حفظ کا طالب کہ اس کی مدد کی جائے۔''

(ترجمہ علامہ قرطبیؒ)

کچھ والدین اپنے بچوں کو قرآن حفظ کرانے کی ہمت نہیں کرتے وہ سمجھتے ہیں کہ اس کام میں تین سال لگ جائیں گے اور بچہ اپنے سکول کے ساتھیوں سے پیچھے رہ جائے گا۔ بظاہر یہ بات ٹھیک لگتی ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے یہ درست نہیں کیونکہ حافظ کے وقت اور صلاحیت میں برکت پڑ جاتی ہے اور مشاہدہ گواہ ہے کہ حافظ نے اپنی زندگی کے جو سال حفظ میں صرف کیے ہوئے ہیں وہ اس کو محنتی بنا دیتے ہیں اور محنت کی یہ عادت اُسے دنیاوی زندگی کے امتحانوں میں کامیابی کا باعث بنتی ہے۔ جو لوگ اپنی اولاد کو اسکول اور کالج کی تعلیم دے رہے ہیں ان کو اپنی اولاد کو دینی تعلیم دینے اور قرآن مجید حفظ کرانے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ ابھی بھی وقت ہے ورنہ کل قیامت کو حسرت و ندامت ہوگی۔ اور روز قیامت حافظ قرآن اور اس کے والدین کو نور کا تاج پہنایا جا رہا ہوگا تو اس وقت ایسے لوگوں کو حسرت ہوگی کہ کاش ہم بھی قرآن پاک حفظ کر لیتے اور اپنی اولاد کو بھی حفظ کرا دیتے۔

حافظ قرآن کا شمار اہل علم میں ہوتا ہے اس لیے کہ علم کی ابتدا ہی حفظ قرآن اور اس کے سمجھنے اور سمجھانے سے ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر اور دوسرے اعلیٰ ملازمین میں کئی حافظ ہیں۔ اُن کے حفظ میں صرف کیے ہوئے سال ان کے لیے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوئے ہیں۔

جو حافظ حفظ پر انحصار کر کے بیٹھ جائے اور دنیاوی ترقی کے لیے قدم نہ اٹھائے یہ اس کی اپنی کوتاہی ہے۔ لیکن اگر وہ target بلند رکھتا ہے تو وہ اپنا مقصد پا لیتا ہے۔ ایسے خاندان بھی ہیں جن کی معاشی حالت اچھی نہیں مگر وہ اپنے بچوں کو حفظ پر لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری کرتا ہے اور وہ حافظ بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اونچے عہدوں پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس کی درجنوں مثالیں اس وقت موجود ہیں۔ پس حفظ کو دنیاوی تعلیم اور عزت میں رکاوٹ سمجھنا غلطی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے قرآن کریم پڑھ لیا (یعنی حفظ کر لیا) تو اس نے (علوم) نبوت کو اپنی دونوں پسلیوں کے درمیان (دل میں) لے لیا۔ مگر اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی۔ حافظ قرآن کے لیے زیبا نہیں کہ وہ سختی کرنے والوں کے ساتھ اور جاہلوں کے ساتھ جہالت والا برتاؤ کرے۔ جبکہ اس کے پیٹ (دل) میں اللہ تعالیٰ کا کلام (محفوظ) ہے۔'' (رواہ الحاکم)

ایک اور حدیث نبوی ﷺ ہے:

''جس نے قرآن پڑھا، پھر اس کو حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام حق تعالیٰ شانہٗ اس کو جنت میں داخل فرما دیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔ جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہو۔'' (رواہ احمد و ترمذی)

الغرض حفظ قرآن ذہین بچے کی ذہانت میں مزید اضافہ کرتا ہے اور دنیا اور آخرت میں عزت دینے والے کام اُس کے لیے آسان ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ذہین بچوں کے والدین ان کی ذہانت میں اضافے کے لیے حفظ قرآن سے دہرا اجر کما سکتے ہیں۔

سلف صالحین میں حفظ قرآن مجید اور اس کی تعلیم کے خاص ذوق کا نتیجہ تھا کہ ابو وائل شقیق بن سلمہؒ نے دو ماہ میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا اور امام بخاریؒ دس سال کی عمر میں حفظ قرآن سے فارغ ہو گئے تھے۔ ابن حجر محدثؒ نے نو برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔

امام ابو حنیفہ ؒ کے مایہ ناز شاگرد امام محمد ؒ نے سات دن میں قرآن کریم یاد کیا۔ (بلوغ الامانی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی)

بانی دارالعلوم دیوبند حضرت نانوتوی ؒ سفر حج پر بادبانی جہاز میں روانہ ہوئے۔ پانچ چھ ماہ کے اس سفر میں رمضان آیا۔ تراویح کے لیے 300 آدمیوں میں کوئی حافظ قرآن نہیں تھا۔ آپؒ روز ایک سیپارہ یاد کرتے اور تراویح میں سنا دیتے تھے۔

حافظ قرآن کا دل ایمان و یقین کی دولت سے معمور ہوتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ پورا قرآن حفظ کرے کیونکہ یہ بڑے شرف و منزلت کی بات ہے اور جو پورا حفظ نہ کر سکے تو زیادہ سے زیادہ حفظ کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ جتنا حفظ ہوگا اور اخلاص کے ساتھ ہوگا، اتنا ہی دل آباد ہوگا۔

نیز اپنی اولاد کے بارے میں فکرمند ہونا چاہیے اور ان کو اس نعمت عظیمہ سے بہرہ ور کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی سعادت دارین سے سرفراز ہو جائیں۔ ہر مسلمان کو قرآن مجید خود حفظ کرنے اور اپنی اولاد کو حفظ کرانے میں دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ علاوہ ازیں اخلاص وللّٰہیت ہر وقت پیش نظر رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول عمل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا مانگے:

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً))

''اے اللہ! مجھ پر قرآن عظیم کی برکت سے رحم فرما اور قرآن کو میرے لیے پیشوا، روشنی، ہدایت اور رحمت بنا۔''

☆☆☆

وفاقی شرعی عدالت کے سود کے حوالہ سے 14 سوال اور ان کے جوابات (قسط: 7)

2002ء سے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ کی جانب سے ریمانڈ شدہ انسداد سود کا ایک نہایت اہم مقدمہ فیڈرل شریعت کورٹ کے پاس معرض التوا میں پڑا تھا، جسے اب کورٹ میں تنظیم اسلامی کی کوششوں سے سماعت کے لیے فکس کر دیا گیا ہے۔ اب تک اس ضمن میں چار مختصر سماعتوں کی نوبت آ چکی ہے۔ کورٹ کی جانب سے معاملے کی وضاحت کے لیے چودہ سوالات پر مشتمل ایک سوال نامہ جاری کیا گیا تھا جس کی روشنی میں فاضل عدالت ازسرِنو فیصلہ سنائے گی۔ ان سوالات کے جوابات شعبہ تحقیق کے سربراہ حافظ عاطف وحید نے اہل علم کی آراء کی روشنی میں تیار کیے ہیں اور انہیں کورٹ میں "داخل دفتر" کروا دیا گیا ہے۔ معاملے کی اہمیت کے پیش نظر اور ابلاغ عامہ کی غرض سے ان سوالات کے جوابات قارئین کے لیے بھی پیش کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(گزشتہ سے پیوستہ)

Question 7: Can the prohibition of Riba be applied on non Muslims citizens of Islamic State also? Can the prohibition of Riba be extended to the loans obtained from non Muslim States while the fact is that the laws of foreign countries, their national policies and international monetary laws are beyond the control of Pakistan?

ترجمہ: کیا سود کی حرمت کا اطلاق اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہریوں پر بھی ہوتا ہے؟ کیا اس کا اطلاق غیر مسلم حکومتوں وریاستوں سے لیے گئے قرضوں پر بھی ہوگا جب کہ غیر مسلم ممالک کی پالیسیوں اور بین الاقوامی مالیاتی قوانین پر حکومت پاکستان کا کوئی کنٹرول نہیں ہے؟

جواب: ایک اسلامی ملک کے غیر مسلم شہریوں پر بھی یہ لازم ہوگا کہ وہ سود سے دُور رہیں' کیونکہ یہ قانونِ عامہ (پبلک لاء) کے زمرے میں آتا ہے۔ اس ضمن میں رہنمائی ہمیں اُس معاہدے سے حاصل ہوتی ہے جو آنحضور ﷺ اور نجران کے عیسائیوں کے درمیان طے پایا تھا۔ اس معاہدے میں صراحت کے ساتھ مذکور تھا کہ عیسائی سودی کاروبار نہیں کریں گے جبکہ اُنہیں شراب اور سؤر کا گوشت استعمال کرنے کی اجازت تھی۔ مسلمان ریاست پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ بیرونی ممالک کے ساتھ کیے گئے معاہدوں کی پاسداری کرے۔

معزز عدالت کی طرف سے اٹھایا جانے والا سوال خاص اور متعین ہے اور اس میں مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان سودی لین دین کی دیگر کئی صورتوں سے صرف نظر کر کے صرف یہ پوچھا گیا ہے کہ اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہریوں پر بھی سود کی حرمت کا اطلاق ہوگا یا نہیں۔ البتہ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہاں اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہریوں کے مابین باہم سودی لین دین کی بات کی جا رہی ہے کیونکہ اسلامی ریاست میں ان کا کسی مسلمان سے سودی لین دین نہ کر سکنا تو اس قدر واضح ہے کہ اسے ہم نے خارج از بحث ہی رکھا ہے۔

اس کے جواب میں ہمارے دلائل حسب ذیل ہیں:

اولاً: سود کی حرمت کا قطعی حکم آنے کے بعد حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اسقاط سود کے حوالے سے جو حکم دیا وہ بھی عام اور مطلق ہے۔

قضى الله انه لا رباً، و ان اول رباً أضع ربا عباس بن عبد المطلب فانه موضوع كله۔

(ضياء النبي: جلد ٤: صفحه ٧٥٣)

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ کوئی سود نہیں۔ سب سے پہلے جس ربا کو میں کالعدم کرتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے یہ سب کا سب معاف ہے۔

اسی طرح خود آیت ربا میں جس ربا کا ذکر کیا گیا ہے وہ عام اور مطلق ہے یعنی اس میں سود لینے دینے کی تمام صورتوں کو حرام قرار دیا گیا ہے اور قرآن حکیم میں کسی مقام پر بھی اس عام اور مطلق حکم کی کوئی تخصیص اور تقیید نہیں کی گئی، جس سے اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلم شہریوں کے لیے سودی لین دین کی گنجائش پیدا ہوتی ہو۔ احناف کے ہاں تو قرآن حکیم کے حکم قطعی کو صحیح حدیث رسول (خبر واحد) سے بھی مقید کرنا درست نہیں ہے جبکہ ہمارے سامنے تو کوئی ایسی حدیث شریف بھی نہیں جو صحیح الاسناد اور صریح الدلالت ہو، جس سے اس عام اور مطلق حکم میں تخصیص اور تقیید کرنے کے لیے راستے پیدا کیے جا سکیں۔ تا کہ اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہریوں کو سودی لین دین کی اجازت مل جائے۔

ثانیاً: امام سرخسی کی ذکر کردہ احادیث سے یہ وضاحت ہو جاتی ہے کہ حضور ﷺ نے اسلامی ریاست کے ساتھ عقد ذمہ کرنے والوں کو بھی باہم سودی لین دین سے روک دیا تھا۔

كتب الى نصارى نجران "من أربى فليس بيننا و بينه عهد" و كتب الى مجوس هجر اما ان تدعوا الربا و تاذنوا بحرب من الله و رسوله"۔

(كتاب المبسوط، جلد ١٤، باب الصرف: ٧٢)

نجران کے نصاریٰ کو آپ ﷺ نے خط لکھ دیا کہ جو ربا (سود) کا کاروبار کرے پس ہمارے اور ان کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں اور ہجر کے مجوسیوں کو لکھ دیا کہ جو سود کی دعوت دے وہ اللہ اور اسے کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جائے۔

سنن ابوداؤد کی ایک روایت میں بھی منقول ہے:

ولا يفتنوا عن دينهم مالم يحدثوا حدثًا و ياكلوا الربا۔ (ابو داؤد، رقم: ٢٦٤٤)

انہیں ان کے دین سے برگشتہ نہیں کیا جائے گا۔ (یہ معاہدہ اس وقت تک قائم رہے گا) جب تک کہ وہ اس کی خلاف ورزی نہ کریں یا سود نہ کھائیں۔

ثالثاً: فقہاء کے مابین یہ اختلاف تو پایا جاتا ہے کہ دار الحرب میں مسلمان اور حربی کے درمیان سودی لین دین جائز ہے کہ نہیں لیکن اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہریوں اور مسلمان شہریوں کے درمیان یا غیر مسلم شہریوں کے مابین باہم سودی لین دین کی ممانعت ایسے مسلمات میں سے ہے کہ اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ یہاں ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب اسلامی ریاست

کے غیر مسلم شہریوں پر دیگر محرمات کا اطلاق نہیں ہوتا تو سودی حرمت کا اطلاق کیوں کر ہوگا۔اس کا جواب یہ ہے کہ ربا کی حرمت کا قرآنی حکم عام ہے جس کا منشا یہ ہے کہ اسلامی ریاست میں ربا کا بالکلیہ استیصال ہوجائے اور اس کے شہریوں میں سے کسی کو بھی اجازت نہ ہو کہ وہ سودی لین دین کرسکے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم جبکہ دیگر محرمات جیسے شراب حتیٰ کہ خنزیر کا گوشت نہ کھانے پینے کے حوالے سے جو احکام وارد ہوئے ہیں وہ مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضورﷺ نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس میں صراحت کے ساتھ مذکور تھا کہ عیسائی سودی کاروبار نہیں کریں گے۔

و من أكل ربا من ذى قيل فذمتي منه بريئة.

جو صاحب ریاست بھی ربا کھائے گا اس سے میری ذمہ داری ساقط ہوجائے گی۔

(کتاب الخراج، لابی یوسف:۷۸)

حضورﷺ کے اس عمل مبارک کی حکمت یہ نظر آتی ہے کہ دیگر محرمات کے مقابلے میں سود کا ضرر معاشرتی اور اقتصادی اعتبار سے بھی بہت زیادہ ہے۔ اگر کسی اسلامی ریاست کے عیسائیوں کو سودی لین دین کی اجازت دے دی جائے تو اس کے اسلامی معاشرت اور ریاست کی اقتصادی صورتحال پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہونے کا اندیشہ ہوگا۔ غالباً اس حکمت کی بنیاد پر حضورﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو سودی لین دین سے روک دیا تھا۔

اہل علم نے اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہریوں کو سودی لین دین سے منع کرنے کی حکمتیں بھی بیان کی ہیں۔ایک حکمت تو یہ ہے کہ سود کی حرمت کا حکم سابقہ آسمانی شرائع میں بھی دیا گیا ہے۔لہٰذا انہیں سود سے روکنا صرف اسی غرض سے نہ تھا کہ انہیں شریعت اسلامیہ کے احکام کی پیروی پر مجبور کیا جائے بلکہ ان پر آسمانی شرائع کی متفق علیہ ہدایات میں سے ایک ہدایت کا نفاذ تھا۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ قرآن حکیم نے تو محض تصدیق کے لیے بیان کیا ہے کہ یہود کو سود کی ممانعت تھی جبکہ بائبل اور زبور میں متعدد مقامات پر سود کی حرمت اور ممانعت کا تذکرہ ملتا ہے۔علامہ سید سابق نے تمام اہل کنیسہ کا اس کی حرمت پر اتفاق نقل کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں:

واتفقت كلمة رجال الكنيسة على تحريم الربا تحريمًا قاطعاً.

کنیسہ کے پادریوں اور عالموں کا سود کی قطعی حرمت پر اتفاق ہے۔(فقہ السنۃ: جلد۳،ص۱۳۰،۱۳۲)

امام سرخسی نے نجران کے عیسائیوں کو سودی لین دین سے روک دینے کی حکمت یہی بیان کی ہے:

قد صح ان رسول الله ﷺ كتب الى اهل نجران بأن تدعوا الربا او تاذنوا بحرب من الله و رسوله و كان ذلك لهذا المعنى انه فسق منهم فى الديانة فقد ثبت بالنص حرمة ذلك فى دينهم قال الله تعالىٰ: واخذهم الربوا و قد نهوا عنه۔ (شرح السير الكبير: جلد ٤/١٥٤٦،١٥٤٧)

صحیح سند سے ثابت ہے کہ رسول اللہﷺ نے اہل نجران کو لکھا کہ سودی لین دین چھوڑ دو اور یا اللہ اور اس کے رسول کے طرف سے اعلان جنگ سن لو۔اس کی وجہ یہی تھی کہ سود ان کے مذہب میں گناہ کا کام تھا۔ چنانچہ قرآن مجید سے صراحۃً ثابت ہے کہ یہ ان کے مذہب میں حرام ہے۔ فرمایا:''اور یہود کا ایک جرم سود لینا بھی تھا حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا۔''

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضورﷺ کے وصال کے بعد جب اہل نجران حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے تو انہوں نے بھی اس معاہدہ کی تجدید کردی جو حضورﷺ نے ان کے ساتھ فرمایا تھا۔ جس میں انہیں سود کھانے سے منع کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس معاہدہ کی تجدید کی صورت میں خلیفہ اول نے جو معاہدہ تحریر فرمایا اس میں لکھا گیا:

و فاء لهم بكل ما كتب لهم محمد النبى ﷺ.

(یہ عہد) ان تمام وعدوں کی تکمیل کے طور پر (کیا جارہا ہے) جو محمد نبیﷺ نے ان کے لیے تحریر فرمائے ہیں۔

(کتاب الخراج لابی یوسف:۷۹)

کتاب الخراج ہی میں اس طرح مذکور ہے کہ جب عمر فاروقؓ خلیفہ بنے تو یہ لوگ ان کے پاس آئے اور حضرت عمر فاروقؓ نے ان لوگوں کو نجران یمن سے جلاوطن کر کے نجران عراق میں بسا دیا تھا کیونکہ آپ کو اندیشہ تھا کہ یہ لوگ مسلمان کو نقصان پہنچائیں گے۔ان کی جلاوطنی کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے ان اہل نجران کے لیے معاہدہ لکھا۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ آخر نجران کے نصاریٰ سے مسلمان کو کیا خطرہ تھا جس کی بنیاد پر حضرت عمرؓ نے ان کی جلاوطنی کا فیصلہ کیا۔ اس کی وضاحت کتاب الاموال کی درج ذیل عبارت سے بخوبی ہوجاتی ہے:

فلما ولى عمر ابن الخطاب اصابوا الربا فى زمانه فأجلاهم عمر۔ (کتاب الاموال: ۲۰۲)

جب حضرت عمر بن خطابؓ خلیفہ بنے تو اس وقت ان (اہل نجران) کو سودخوری کا ارتکاب کرتے پایا تو حضرت عمرؓ نے ان کو جلاوطن کردیا۔

دراصل حضرت عمر فاروقؓ نے اسی خطرہ کا ادراک کرتے ہوئے انہیں جلاوطن کیا تھا کہ وہ سودی لین دین میں مشغول ہوگئے تھے اور خطرہ تھا کہ ان کی اس خرابی کے اثرات مسلمانوں تک پہنچ جائیں اور وہ انہیں بھی سودی لین دین میں ملوث نہ کرلیں۔

چنانچہ امام ابوعبید نے اسلامی ریاست کے غیر مسلموں پر سودی لین دین کی ممانعت کی توجیہہ ''سد ذریعۃ'' کے اصول پر کی ہے کیونکہ سودی لین دین کے اثرات متعدی ہوسکتے ہیں جو مسلمانوں تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔لہٰذا نجران کے نصاریٰ پر اس پابندی کو عائد کرنے کا اصل مقصد مسلمانوں کو سودی معاملات سے محفوظ رکھنا تھا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

غلظ عليهم اكل الربا خاصة من بين المعاصى كلها، و لم يجعله له مباحًا و هو يعلم انهم يركبون من المعاصى ما هو اعظم من ذلك: من الشرك، و شرب الخمر، وغيره۔ الا دفعًا عن المسلمين و أن لا يبايعوهم به فيأكل المسلمون الربا

(کتاب الاموال: ۲۰۳، ۲۰۴)

سیدنا عمر نے باقی تمام خلاف شرع امور کو چھوڑ کر خاص طور پر سود کے معاملے میں ان پر سختی کی اور اسے ان کے لیے مباح قرار نہیں دیا۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ اس سے بھی بڑے گناہوں مثلاً شرک اور شراب نوشی وغیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ نے ایسا محض مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لیے کیا تاکہ ان کے ساتھ لین دین کا معاملہ کرنے کی صورت میں مسلمان بھی سود کھانے میں مبتلا نہ ہوجائیں۔

الغرض اگر سابقہ آسمانی شرائع کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہود ونصاریٰ کے لیے نہ صرف اسلامی ریاست میں بلکہ ان کی اپنی ریاستوں میں بھی سودی لین دین جائز نہیں ہے جبکہ اسلامی ریاست میں تو انہیں ''سد ذریعۃ'' کے اصول پر بھی سودی لین دین کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور یہ اصول تمام اقلیتوں پر لاگو ہوگا خواہ وہ سابقہ آسمانی شرائع کو ماننے والی ہوں یا نہ ہوں۔

رابعًا: آئین پاکستان اور اس کے تحت قانون کے اطلاق کے دائرہ کے لیے پاکستان کے تمام شہری کے الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح پنجاب کے نجی سود کی ممانعت کے ایکٹ 2007ء کا اطلاق پنجاب میں مقیم تمام شہریوں پر ہوتا ہے خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔

غیر مسلم ممالک سے حاصل کیے گئے قرضے:

غیر مسلم ممالک سے حاصل کیے گئے قرضوں پر بھی سودی لین دین کی ممانعت کا اطلاق ہوگا کیونکہ جو ممانعت مسلمان ریاست کے شہری پر وارد ہے وہ بطریق اولیٰ اسلامی ریاست پر لاگو ہوگی کیونکہ اسلامی ریاست کا وظیفہ یہ ہے کہ وہ ریاست سے سود کا بالکلیہ استیصال کرے جیسا کہ حضور ﷺ نے بطور سربراہ مملکت حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا، چہ جائیکہ وہ خود سودی لین دین میں ملوث ہو جائے پھر اسلامی ریاست کی حیثیت مسلمان شہریوں کے نمائندہ اور وکیل کی ہے اور فقہی اصول ہے کہ جو چیز مؤکل کے لیے جائز نہ ہو وہ اس کے وکیل کے لیے بھی جائز نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ فقہ حنفی میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔

یہاں اس بات کی صراحت بھی مفید ہوگی کہ پبلک نوٹس میں مسلم اور غیر مسلم ریاستوں کی طرف سے سرمایہ کاری کے تناظر سے متعلق جو استفسار ہے، اس کے بارے میں بھی ہم سپریم کورٹ آف پاکستان کی شریعت اپیلٹ بنچ کے 23 دسمبر 1999ء کے فیصلہ میں مذکور گفتگو سے پوری طرح متفق ہیں اور اسی کو اختیار (adopt) کرتے ہیں۔ اس کے متعلق گفتگو اس فیصلہ کے PLD درج ذیل صفحات میں آئی ہے:

1. Judgement of Justice Khalil Ur Rehman PLD page No. 313 to 321 (publisher Shariah Academy International Islamic University, Islamabad.)
2. Judgement of Justice Mufti Muhammad Taqi Usmani Sb PLD page No 725 to 757 (publisher: Malik Muhammad Saeed Pakistan Educational Press Lahhore.)

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''مسجد جامع القرآن مین روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا'' میں
7 تا 13 فروری 2016ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

12 تا 14 فروری 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)
کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء
متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0323-7160471، 0300-9603577

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی'' میں
13 تا 19 فروری 2016ء (بروز ہفتہ نماز عصر تا بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

19 تا 21 فروری 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)
کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء
متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0345-2789591، 021-34816580-81

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

ضرورت ہے

قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں قاصد / سیکورٹی گارڈ کی ضرورت ہے۔ نوجوان اور پڑھا لکھا قابل ترجیح، معقول تنخواہ اور رہائش دی جائے گی۔

برائے رابطہ: خالد لطیف، وارڈن قرآن اکیڈمی
(042)35869501-3

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت سہ ماہی تربیتی اجتماع

3 جنوری 2016ء کو بروز اتوار مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ اجتماع کا دورانیہ دوپہر 12 بجے سے نماز مغرب تک تھا۔ اس اجتماع کو ''نہی عن المنکر کی اہمیت وضرورت'' کے عنوان سے موسوم کیا گیا تھا۔ میزبانی کے فرائض ناظم تربیت حلقہ کراچی جنوبی جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے ادا کیے۔

اجتماع کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا جس کا شرف ڈیفنس تنظیم کے رفیق حافظ محمد فصیح منصوری کو حاصل ہوا۔ انہوں نے سورۃ الاعراف کی آیات 155 تا 157 کی تلاوت و ترجمہ پیش کیا۔ ان کے بعد حلقہ کے ناظم دعوت حافظ عمیر انور نے قرآن حکیم کی چند آیات کی روشنی میں نہی عن المنکر کی اہمیت کے موضوع پر تذکیری گفتگو کی۔ پروگرام کے دوسرے مقرر تنظیم اولڈسٹی کے نقیب محمد نعمان نے موضوع نہی عن المنکر کرنے والوں کی فضیلت نبی کریم ﷺ کے چند ارشادات کی روشنی میں بیان کی۔ بعد ازاں ملک بھر میں جاری انسداد سود مہم کے حوالے سے دو مقامی امراء نے اپنے تاثرات بیان کیے۔ اولڈسٹی تنظیم کے مقامی امیر محمد رضوان کا کہنا تھا کہ الحمد للہ اس مہم کے ذریعے تنظیم اسلامی کا تعارف عوام الناس میں بڑھا ہے اور رفقاء نے اس پوری مہم کے دوران انتہائی نظم وضبط کا مظاہرہ کیا جس کی تائید عوام الناس کے ساتھ ساتھ سیکیورٹی پر مامور سرکاری حضرات نے بھی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ رفقاء کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ ملیر تنظیم کے امیر راشد حسین نے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ انسداد سود مہم کے ذریعے ہم نے باطل نظام کو للکارا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وہ لوگ جو اس خباثت کی وجہ سے پریشان حال ہیں وہ بھی ہماری طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ دیگر دینی جماعتوں نے ہماری اس کاوش کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا ہے اور ہمارے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کیا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے نظم بالا کو درست موقع پر درست فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اسی طرح ان کے فیصلوں پر لبیک کہنے کی توفیق دے۔ آمین

نماز ظہر اور ظہرانہ کے وقفہ کے بعد ملٹی میڈیا پریزینٹیشن کی مدد سے حلقہ کے ناظم تربیت ڈاکٹر محمد الیاس نے انسداد سود مہم میں حلقہ کراچی جنوبی کی کاوشوں کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ ان کے بعد امیر تنظیم بنوری ٹاون فیصل منظور نے حالات حاضرہ پر گفتگو کرتے ہوئے موجودہ ملکی اور بین الاقوامی صورتحال کا جائزہ پیش کیا۔ ان کے بعد امیر حلقہ کراچی جنوبی انجینئر نعمان اختر نے انسدادِ سود مہم کے حوالے سے ابتدا فرمایا کہ جب سے ہم نے اس مہم کا آغاز کیا ہے اللہ کی خاص تائید ہمارے شامل حال رہی۔ انہوں نے بتایا کہ اس مہم کے حوالے سے ملک کے ہر حصہ سے مثبت تاثرات سامنے آ رہے ہیں۔ پاکستان بھر میں اس مہم کے لیے مظاہرے، کارنر میٹنگز، ہینڈ بلنگ، آئمہ سے ملاقاتیں اور جہاں ممکن ہو سکا سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ اسی دوران لاہور اور فیصل آباد میں ہونے والے سیمینار کی ویڈیو جھلکیاں بھی دکھائی گئیں۔ آخر میں انہوں نے تمام رفقاء کا شکریہ ادا کیا اور انہیں نصیحت کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا کریں کہ جس کی توفیق و نصرت سے یہ سب ممکن ہو سکا۔

اس کے بعد حلقہ جنوبی کی ایک مصروف شاہراہ (قیوم آباد چورنگی تا NMC ہسپتال تک ریلی کا انعقاد ہوا جس کی میزبانی ڈیفنس تنظیم کی تھی۔ ڈیفنس تنظیم کے ناظم دعوت ہمایوں شمیم نے تمام تنظیم کو ان کے مقام ورہبر اور ریلی کے مقام کی نشاندہی کروائی۔ تمام تنظیم نے نماز عصر اپنے مقررہ مقام پر ادا کی اور نماز کے بعد ریلی میں عوام الناس میں سود کے حوالے سے دعوتی مواد تقسیم کیا گیا جو کہ نماز مغرب تک جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ ہماری کاوشوں کو قبول فرمائے اور کمی کوتاہیوں سے صرف نظر کرے اور ہمیں مزید اپنے دین کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (رپورٹ: محمد سہیل)

تنظیمی اطلاعات

حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم ''گارڈن ٹاؤن'' میں محمد فواد کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ لاہور غربی کی جانب سے مقامی تنظیم گارڈن ٹاؤن میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 31 دسمبر 2015ء میں مشورہ کے بعد محمد فواد کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

اسلام آباد کی مقامی تنظیم ''اسلام آباد شمالی'' میں اعجاز حسین کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ اسلام آباد کی جانب سے مقامی تنظیم اسلام آباد شمالی میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 31 دسمبر 2015ء میں مشورہ کے بعد اعجاز حسین کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

ضرورت رشتہ

گوجرانوالہ کے رہائشی ریٹائرڈ سکول ٹیچر، پہلی بیوی وفات پا چکی ہے، کے لیے دینی مزاج کی حامل خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0304-6138325

دعائے صحت

☆ حلقہ کراچی شمالی وسطی کے رفیق جناب افتخار جمیل بیمار ہیں اور ICU میں داخل ہیں۔

☆ مقامی تنظیم گجرات کے ملتزم رفیق محمد اقبال میر بیمار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ فیصل آباد، سمن آباد کے رفیق احمد سعید راشد کے والد محترم وفات پا گئے

☆ مقامی تنظیم ٹوبہ کے ملتزم رفیق محمد طیب کی اہلیہ محترمہ وفات پا گئیں

☆ حلقہ ملتان، بہاولپور کے رفیق سید محمد ہاشم کی بھابھی وفات پا گئیں

☆ حلقہ کراچی شمالی نیو کراچی کے رفیق اشفاق عالم صدیقی کی ہمشیرہ وفات پا گئیں

☆ مقامی تنظیم گجرات کے ملتزم رفقاء احسان اللہ، امان اللہ اور رفیق اللہ کی والدہ اور حافظ زین العابدین کی دادی وفات پا گئیں

☆ گوجرانوالہ تنظیم کے رفیق محمد یوسف مغل کی اہلیہ وفات پا گئیں

☆ گوجرانوالہ تنظیم کے رفیق سجاد یوسف مرزا کے نانا وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

How the Western Leaders Terrorized Muslim World using Fake 'Clash of Civilizations' – Part 02

Michael Meacher ("This War on Terrorism is Bogus." Guardian, UK: 9/6/2003), British MP and Environment Minister in PM Tony Blair cabinet from May 1997 to June 2003 explains that the 9/11 attacks gave the US an ideal pretext to use force to secure its global domination in the following words:

The Project for the New American Century (PNAC) written by the neo-conservatives in September 2000 before 9/11 - it pinpoints North Korea, Syria and Iran as dangerous regimes, and says their existence justifies the creation of a "worldwide command and control system". This is a blueprint for US world domination. But before it is dismissed as an agenda for rightwing fantasists, it is clear it provides a much better explanation of what actually happened before, during and after 9/11 than the global war on terrorism thesis.

John J. Mearsheimer ("Hans Morgenthau and the Iraq war: realism versus neo-conservatism: Open Democracy: 5/18/2005), Professor of Political Science, University of Chicago and author of 'The Tragedy of Great Power Politics (2001)' ponders into reasoning of the neo-conservatives' belief that the US must show its power to manipulate the world as follows:

Neo-conservative theory – the Bush doctrine – is essentially Wilsonianism with teeth. The theory has an idealist strand and a power strand: Wilsonianism provides the idealism, an emphasis on military power provides the teeth……The key to understanding why the neo-conservatives think that military force is such a remarkably effective instrument for running the world is that they believe that international politics operate according to "bandwagoning" logic. Specifically, they believe that if a powerful country like the United States is willing to threaten or attack its adversaries, then virtually all of the states in the system – friends and foes alike – will quickly understand that the United States means business and that if they cross mighty Uncle Sam, they will pay a severe price. In essence, the rest of the world will fear the United States, which will cause any state that is even thinking about challenging Washington to throw up its hands and jump on the American bandwagon.

The War on Terror had wide range of unspecified agendas for long time to come:

- to occupy the Arab heartland and to offer extended strategic and political supremacy to Israel in the Middle East,
- to control and manage the oil and gas resources of the Arab Middle East,
- to inject fear and powerful hegemonic influence of the Western culture and varied civilizations,
- to divide and rule the Arab and Muslims people from distance powerhouses,
- to create new markets for the dollar and to block trade-business entry of China into the exclusive American Middle East market,
- to entice ignorant Arab population with false imagery of freedom, liberty and social justice and make the mindless rulers fearful of the US-Europe influence in their future-making,
- to distract attention from the decadent Western cultures and civilizations as Huntington warned them of its crumbling and immediate implication for the future,
- To dismantle the socio-economic and political infrastructures of the Arab-Muslim world, encouraging internal strife and sectarian bloodsheds and making them subservient to the US-European military and economic subjugation.
- And so many other short-long terms implications

Across the Western world, the mainstream news media propaganda campaigns made

hypothesis was true and credible. The Arabs and Muslims authoritarian rulers elsewhere had no capacity or leadership to challenge the American political and military hegemony. The Arab and Muslim world was naïve and perplexed unable to THINK rationally or to challenge the West either in moral and intellectual domains and to question the relevance of the War on Terror. Even some of the leading Islamic thinkers failed miserably to understand the consequences of the bogus war on terrorism and to oppose the Western policy and practices of attacks on Afghanistan, Iraq, Somalia, Sudan, Libya, Yemen, Pakistan and Syria. Millions upon millions of innocent civilians have been slaughtered in these bogus wars. In Pakistan alone, around 70,000 to 80,000 civilian deaths due to U.S. drone strikes have been written-off by the Pentagon as 'collateral damage'. Should this deliberate genocide not be the major concern to the mankind?

Michael Meacher ("This War on Terrorism is Bogus." Guardian, UK: 9/6/2003), British MP and Environment Minister in PM Tony Blair points out the planning of the war strategies and how it will encircle the other Muslim countries:

Similar evidence exists in regard to Afghanistan. The BBC reported (September 18 2001) that Niaz Niak, a former Pakistan foreign secretary, was told by senior American officials at a meeting in Berlin in mid-July 2001 that "military action against Afghanistan would go ahead by the middle of October". Until July 2001 the US government saw the Taliban regime as a source of stability in Central Asia that would enable the construction of hydrocarbon pipelines from the oil and gas fields in Turkmenistan, Uzbekistan, Kazakhstan, through Afghanistan and Pakistan, to the Indian Ocean. But, confronted with the Taliban's refusal to accept US conditions, the US representatives told them "either you accept our offer of a carpet of gold, or we bury you under a carpet of bombs" (Inter Press Service, November 15 2001). The overriding motivation for this political smokescreen is that the US and the UK are beginning to run out of secure hydrocarbon energy supplies. By 2010 the Muslim world controlled as much as 60% of the world's oil production and, even more importantly, 95% of remaining global oil export capacity. As demand is increasing, so supply is decreasing, continually since the 1960s.

<u>Source adapted from:</u> Mahboob A. Khawaja, PhD

پریس ریلیز 22 جنوری 2016ء

امریکی صدر اوبامہ نے پاکستان میں عدم استحکام کا ذکر کر کے درحقیقت اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے

عوام اور حکمران دونوں اس حقیقت کو سمجھیں کہ اللہ اور رسولؐ کے فرمودات پر عمل کیے بغیر ہم دنیا و آخرت میں کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں

حافظ عاکف سعید

امریکی صدر اوبامہ نے پاکستان میں عدم استحکام کا ذکر کر کے درحقیقت اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان اور عراق میں امریکہ کو جو ہزیمت اٹھانا پڑی ہے اس پر اس نے کسی بھی ملک میں زمینی فوجیں نہ اتارنے کا فیصلہ کیا ہے اور نئی حکمت عملی کے تحت مسلمان ممالک میں غیر ذمہ دار عناصر کے تعاون سے فساد برپا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ لہٰذا برصغیر میں بھارت کے ذریعے پاکستان کو نشانہ بنایا جائے گا اور مشرق وسطیٰ میں اسرائیل سے یہ کام لیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ پہلے مودی نے پاکستان کا اچانک دورہ کر کے اپنے پُرامن ہونے کا تاثر دیا اور بعدازاں پٹھانکوٹ کا ڈرامار چا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ پاکستان ہماری امن کی خواہش کے جواب میں دہشت گردی کرتا ہے۔ اسی کو جواز بنا کر بھارت کے وزیر دفاع منوہر پاریکر نے پاکستان کو جوابی کارروائی کی دھمکی اور اوبامہ کی بات سے بات ملاتے ہوئے کہا کہ ہم ایک سال میں نتائج دنیا کے سامنے لے آئیں گے۔ لہٰذا چند روز بعد ہی چارسدہ کی باچا خان یونیورسٹی میں خونی کھیل کھیلا گیا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن پاک ہمیں پہلے ہی آگاہ کرتا ہے کہ یہود اور مشرکین کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا جانتی ہے کہ عرصہ ہوا یہودی سودی معیشت اور میڈیا کے ذریعے امریکیوں کو یرغمال بنا چکے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے عوام اور حکمران دونوں اس حقیقت کو سمجھیں کہ اللہ اور رسولؐ کے فرمودات پر عمل کیے بغیر ہم نہ دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور نہ ہماری آخرت سنور سکتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ضرب عضب میں فوج کو یقیناً کچھ کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں لیکن یہ اس لیے عارضی ثابت ہوں گی کیونکہ ہماری اصل ضرورت یہ ہے کہ ہم نظریہ پاکستان کو عملی تعبیر دیں ایک اسلامی معاشرہ قائم کریں اور پاکستان کو اسلامی ریاست بنائیں۔ کیونکہ یہ واحد نظام ہے جو ہر کس کو عدل فراہم کرتا ہے اور جہاں عادلانہ نظام رائج ہوگا وہاں کبھی دہشت گردی نہیں پنپ سکتی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

VOL : 25 **Regd. C.P.L NO. 114** No.04
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore